نمبر (۳۷) مطبوعہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۴ع بروز جمعہ جلد ۲۲

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے ۔ [illegible]

قیمت بیرونجات سے مع محصولڈاک ۔ [illegible]

[illegible] سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پرچہ جائیں [illegible]

[illegible] سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی

[illegible] دی جائے گی۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جاتی ہے +

ایڈیٹوریل

آج یہ نوشتہ ۔ جو تم نے سنا ۔ پورا ہوا

لوقا ۴ - ۲۱

[illegible]

[illegible]

کی زبان مبارک سے یہودی جماعت پرستاران کے روبرو نکلا تھا جس کے حق میں راقم زبور نے لکھا۔ کہ "تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹھوں میں لطف بٹایا گیا ہے۔ اسی سے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا" یہ کیسا عجیب منظر تھا۔ کہ وہ جو ہیکل کا خداوند تھا ناصرت کے عبادتخانہ میں ایک مشتاق و محو گوش یہودی جماعت کے سامنے نبی کی کتاب کھول کر اس مقام کو جس میں سات سو برس پیشتر وہ باتیں جو اس کے حق میں مندرج کی گئی تھیں۔ نکال کر باآواز بلند سناتا ہے کہ "خداوند کی روح مجھ پر ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھے مسح کیا۔ کہ غریبوں کو خوشخبری دوں۔ مجھ کو بھیجا کہ ٹوٹے دلوں کو درست کروں۔ قیدیوں کو چھوٹنے کی [illegible] خبر سناؤں۔ اور جو بیڑیوں سے گھائل ہیں انہیں [illegible] اور خداوند کے سال مقبول کی منادی [illegible] کر کے اور خادم کو دیکے یہہ کہہ کر بیٹھ جاتا ہے کہ "آج یہہ نوشتہ جو تم نے سنا پورا ہوا" اور تمام حاضرین عبادتخانہ بڑے تعجب و حیرانی کے ساتھ اس کو تک رہے ہیں۔ اور بے اختیار ان فضل کی باتوں پر جو اس کے منہ سے نکلتی ہیں حیران ہو کر کہہ رہے ہیں کہ "یہہ باتیں اس نے کہاں سے پائیں؟ اور یہہ کیا حکمت ہے۔ جو اسے ملی ہے"۔

اس نظارہ کا خیال کر کے ہم بے ساختہ یہہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کہ عہد عتیق جو آنے والے مسیح موعود کا ایک مکمل حلیہ تھا۔ اور جس میں اس کے خط و خال اور صورت حال کا نہایت مفصل بیان انبیائے واجب الاحترام نے قلمبند کر دیا تھا۔ اگر وہ مطابق اصل نہوتا۔ یا وہ اس کو محرف و منسوخ ٹھہرا کر متروک التلاوت۔ اور غیر ضروری سمجھتا تو وہ آج کے دن تک ایک ایسا سربمہر دفتر رہتا کہ نہ کوئی یہودی۔ اور نہ غیر یہودی جان سکتا۔ کہ وہ کیوں لکھا گیا۔ اور اس کا اصلی مقصد و مطلب کیا ہے۔ لیکن مسیح نے ان الہامی نوشتوں کو اپنے دست مبارک میں لیکر اور خود پڑھ کر ثابت کر دیا۔ کہ یہ نوشتے فی الحقیقت وہی ہیں۔ جو اس پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ جو آنے والا تھا یہی ہے +

اب ہم اس منظر عجیب کے خلاف ایک دوسرے منظر کے نقشہ پر غور کرتے۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ ایک عربی کی نبوت۔ جس نے کتب عہد عتیق کے من جانب اللہ ہونے پر [illegible]

دی۔ اور اُنہیں ہدایت اور نور بخشنے والی کتابیں بتلایا۔ اور مُصنّف قلما معمر اُن کی نسبت کہا۔ ایک جگہ کھڑا ہوا ہے۔ اور اُس کے اصحاب و احباب اُس کے گرد حلقہ کئے ہوئے مئوب استادہ ہیں۔ کہ اتنے میں ایک ذی رتبہ صحابی توریت کے اوراق ہاتھ میں لئے ہوئے وہاں پہنچا۔ اور آواز بلند حاضرین کو پڑھ کر سناتا۔ جس کو سُن سُن کر مدعی نبوت کا رنگ چہرہ متغیر ہوا جاتا اور وہ اُس کو حکم دیتا۔ کہ اس کتاب کو نہ پڑھ" لیکن وہ پڑھنے سے باز نہیں آتا۔ اور یہہ دیکھ کر دوسرا صحابی پڑھنے والے کو ملامت کرکے وہ اوراق اُس کے ہاتھ سے چھین لیتا ہے۔ ناظرین! کیا آپ ان دونوں سطروں میں آسمان و زمین کا فرق نہیں دیکھتے؟ اور خود اپنے لئے عقل سلیم کو کام میں لاکر درست نتیجہ نہیں نکال سکتے؟ کہ کہاں یہہ ناصرِی اطمینان و خوشدلی کتب عہد عتیق کو خود ہاتھ میں لے کر پڑہتا۔ اور سامعین کو سناتا۔ اور حکم دیتا کہ نوشتوں میں ڈھونڈو ہو۔ کیونکہ تم گمان کرتے ہو۔ کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہہ وہی ہیں جو مجھ پر گواہی دیتے ہیں" اور عربی کا رنگ چہرہ کتاب مقدس کو سُن کر کیوں متغیر ہوتا۔ اور وہ اسکے پڑھنے کی کیوں ممانعت کرتا ہے مفتا مل؟

اگرچہ امرتسر والی جنگ مقدس کے بیرو ڈپٹی عبداللہ آتہم کی حیات و ممات پر مسیحیت کی صداقت و بطالت مطلق موقوف و منحصر نہ تھی۔ لیکن جس دن سے مرزا غلام احمد قادیانی نے الہام کا دعویٰ کرکے اُن کی نسبت یہہ پیشین گوئی کی تھی۔ کہ وہ بلحاظ ایام مباحثہ یعنی فی دن ایک مہینے کے حساب سے پندرہ مہینے کے اندر ہاویہ میں گرائے جائیں گے۔ اور اُن کو سخت ذلت پہنچے گی۔ اُس دن سے عام مسلمانوں کے دل اور آنکھیں اُس کی تکمیل کی طرف لگے ہوئے تھے۔ اور وہ ایک ایک دن گن گن کر آتہم صاحب کی موت کے منتظر تھے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ وہ قضائے الٰہی سے اس عرصہ میں مرجاتے۔ تو مسیحیان راسخ الاعتقاد کے ایمان کو تو مطلق جنبش نہ ہو سکتی۔ مگر اکثر سست اعتقاد محمدی قادیانی کو ایک سچا ملہم سمجھ کر اُس کے مرید و معتقدین جاتے۔ اور اس کے عویٰ مماثلت مسیح وغیرہ کو تسلیم کرنے پر مستعد ہو جاتے۔ کیونکہ اہل محمدیوں (خصوصاً پنجابیوں) کی بہری حالت کچھ ایسی ہی ہو رہی ہے۔ چونکہ مرزائی پیشین گوئی پانچ تاریخ جون ۱۸۹۳ء کو مشتہر ہوئی تھی۔ اور اُس کی میعاد پانچ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پوری ہونے والی تھی لوگ بے صبری سے ایام شماری کر رہے تھے۔ اور جوں جوں وقت نزدیک ہوتا جاتا تھا۔ اُن کے خیالات اُس کی تکمیل کی طرف زیادہ زیادہ متوجہہ ہوتے جاتے تھے۔ اِس میں شک نہیں کہ اکثر محمدیوں کو یقین تھا کہ مرزائی پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی۔ اور مرزا صاحب کے مریدین کو تو کامل یقین تھا۔ کہ اس پیش گوئی کا وقوع ہوگا اور ضرور ہوگا۔ منجملہ جن مریدان راسخ الاعتقاد کے شیخ یعقوب علی اڈیٹر ریاض ہند نے متواتر کئے اڈیٹوریل بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس امر کے ثبوت میں لکھے۔ کہ یہہ پیشگوئی من جانب اللہ ہے۔ قیافہ شناسی یا انسانی اٹکل کا نتیجہ نہیں ہے۔ آسمان زمین ٹل جائیں گے مگر یہہ نہ ٹلے گی۔ اور لکھا کہ:۔ پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا۔ قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا۔ جھوٹا اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا۔ کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا +

اب یہہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ دیکھیں مرزا غلام احمد اور اُن کے مریدانِ خوش عقیدہ پیشگوئی مذکورہ کی کیا تاویل کرتے۔ اور کیونکر رفع ندامت کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ دنوں کو گنتے گنتے کیا لگتا تھا۔ مشتہرہ شدہ پانچ تاریخ ستمبر بھی آپہنچی۔ اور خیریت گذر گئی۔ مسٹر آتہم کا تو بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ مگر پبلک نے ہر طرف سے نعرہ نفرین بلند کرکے طوق لعنت و ملامت مرزا صاحب کے گلے میں ڈال دیا۔ چنانچہ ۶ تاریخ کی صبح کو اتفاقاً ہم بازار کو گئے تو یہی دیکھنے اور سننے میں آیا۔ کہ مسلمان جابجا فراہم ہو کر آپس میں اسی بات کا چرچا کرتے۔ اور قادیانی رسول نامقبول کو جھوٹی پیشین گوئی کرنے کے باعث لعنت و ملامت کر رہے ہیں۔ کیونکہ تاریخ مذکورہ کی صبح کو ایک اشتہار کسی "خیر خواہ خلایق" کی طرف سے شہر میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ جس کی نقل ناظرین نور افشاں کے لئے کی جاتی ہے۔ وہو ہذا

اِشتہار واجب الاظہار

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ یعنے اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدا پر جھوٹھ باندھا گویا خدا نے مرزا سے کہا تھا۔ کہ آتہم صاحب پندرہ مہینے کے عرصہ میں مرجائیں گے۔ چنانچہ کل ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پندرہ مہینے پورے ہو گئے۔ اور آتہم صاحب خدا کے فضل سے امرتسر میں سب کے سامنے زندہ موجود ہیں۔ مرزا صاحب کی پیش گوئی خدا پر تہمت تھی۔ اور خدا پر وہی شخص تہمت لگاتا ہے جس کا ایمان خدا پر نہیں۔ اُن کی جھوٹی نبوت جھوٹے دعویٰ سے جھوٹھ ہیں۔ چاہئے کہ اُن کے معتقد اُن کی طرف سے ہٹیں۔ اور خدا کی طرف رجوع کریں۔ اور شاباش ہے اُن مسلمانوں کو جنہوں نے شروع سے اُنہیں گمراہ سمجھا +

معذرت

ہم یہہ معلوم کر کے افسوس کرتے ہیں۔ کہ "خیر خواہ پادری صاحبان پنجاب" کا ایک مضمون جو ۳۰ اگست کے پرچہ میں شایع ہوا وہ بعض ناظرین کی سخت ناراضی کا باعث ہوا۔ کیونکہ اُس میں اس شہر کے ایک طالب علم مشن انسٹیٹیوشن کے چلن کی نسبت نامناسب ذکر کیا گیا تھا۔ درحالیکہ آرٹیکل مذکورہ کے شایع کرنے کے باعث کسی کے رنجیدہ ہونے کی بابت ہم نہایت افسوس کرتے ہیں۔ تاہم اپنی بریت کی نسبت یہہ کہنا چاہتے ہیں:۔ اوّل یہہ کہ وہ مضمون ایک ایسے مسیحی شخص کا لکھا ہوا تھا۔ جو پنجاب میں ایک معزز شخص ہے۔ دوم یہہ کہ اُس میں کسی کا نام مذکور نہیں ہوا۔ اور اُس مضمون کے شایع ہونیکے

مراسلات

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

ابھی اڈیٹر صاحب! جب میں عالم خواب سے بیدار ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مجدد قادیانی الہامی نے تمام عالم کو مسند ابن اللہ پر جلوس فرماکر۔ اور آیت قرآنی اسمہ احمد کی تاویل اپنے اوپر منسوب کرکے ششدر و حیران کر چھوڑا ہے۔ اور آیت نکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی آن حضرت کا وظیفہ ہے۔ اور آپ کی قیافہ شناسی و پیشین گوئیوں کا چرچا دبا سے عالمگیر کی طرح شہرۂ آفاق ہوا ہے۔ اور کل بنی نوع نے ڈپٹی عبداللہ آتھم کو اپنے تیر نگاہ کا ہدف بنا رکھا ہے۔ کہ آنحضرت کی بد دعا و نیز آپ کے انصار کے کوسنے سے وہ تختۂ زمین سے معدوم کئے جائیں گے۔ یا کہ قادیانی الہام گدھے کے سینگ کی طرح اڑ جائیگا۔ یا بالفعل وقیافۂ خود اُن کی پھانسی کا دن آ پہنچے گا۔ نہ معلوم کہ اندھے کو اندھیرے میں کیا سوجھی؟

لو اڈیٹر صاحب۔ یا یوں کا بھی ٹوٹکا رقیافہ ذرا گوش دل سے سن لیجئے۔ نعوذ باللہ! مرزا صاحب کو سولی کی تو کیا سوجھی ہو گی۔ اور مرست و تجدید اسلام اگر سوجھی گی۔ تو اپنے بیڑے اور اپنے انصار کی ضرور سوجھے گی۔ کہ اب کونسی کروٹ حکمت کی بدلیں۔ اور سمت تاویل اسم احمد پر نیا حاشیہ چڑھا دیں۔ کہ جس سے اُن کا ہاتھ دنبے کے دنبہ پر رہے اور گھر کا آٹا بھی بنا رہے۔

دوم وہ کشتی حضرت قادیانی جس کی تعمیر بوقت طوفان ضلالت آغاز تھی۔ اور بشارت سواری اپنے مریدوں کو بجانب مراقبہ بڑی توجہ سے سنا رہے تھے اب وہ کشتی کل ہی نہیں رہی۔ بلکہ اُس کے پرزے گرداب عدم میں کالعدم ہو گئے جس کی بدنامی کا دھبہ آپ کے چہرۂ پُرنور پر تا یوم النشور جا گزیں رہیگا بھلا صاحب۔ آنحضرت کا پہلا ہی الہام نہ تھا ایسے الہام تو پیشتر ہزارہا مختلف اشخاص کی نسبت آپ کی زبان گوہر فشاں سے جلوہ افروز ہوتے رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ کہ معظمہ میں جاکر امام مہدی کی جھنڈے تقلید کرکے بموجب عقاید اسلام بہ پہلوئے حضرت محمد مدفون ہوں۔ ضلالت و ضلالت کی بھنور میں خود غرق ہوں گے۔ کیوں نہ ہو صاحب شرم ہیں۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کا ایسے موقعہ پر زندہ رہنا منجانب خدا تھا۔ تاکہ اس مباحثہ کا خاص نتیجہ و صدق و کذب متنازعہ فیہ مذاہب کا آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہو جائے الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ بعض اشخاص خاندانی تعلیم یافتہ متعلقہ مباحثہ محمدیت و احمدیت کو ترک کرکے مشرف و ممتاز بمذہب مسیحیت و قدوسیت ہو گئے۔ اور مسیحیوں کی بردباری وانکساری ان معہودہ ایام میں خوب نمایاں ہوئی۔ بھلا کیوں نہ ہو یہہ تو عادی ہیں۔ اگر دیگر مذاہب کی طرح ہوتے۔ تو ضرور عدالت سے چارہ جوئی کرتے۔ اور کامیاب ہوتے۔ اور مرزا صاحب لینے کے دینے کی سزا پاتے۔ پھر قیدیوں کو جاکر اپنا الہام سناتے۔ لیکن وہاں بھی مُنہ کی کھاتے۔ اور ڈانواں ڈول پھرتے۔ خیر مضیٰ ما مضیٰ۔ اب ہم سب مسیحی مرزا صاحب کے واسطے یہہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا اُن کی آنکھیں کھول اور اُن کو توبہ کی توفیق عطا فرما۔ تاکہ تیری طرف رجوع لاکر تیرے گلے میں شامل ہوکر ہمیشہ کی زندگی اور برکت حاصل کریں اور بجائے فرضی اور مصنوعی الہام کے حقیقی الہام و عرفان کو حاصل کریں۔

آمین ثم آمین

احقر

گوالکنا تھ

دوستی

اس مضمون پر کچھ خیالات پہلے ظاہر کئے گئے ہیں۔ مگر یہہ مضمون ایسا وسیع ہے کہ جس قدر اس پر سوچو یا غور کرو۔ اُسی قدر زیادہ خیالات کی جولانی ہوتی ہے۔ اور پہلے مضمون کو مد نظر رکھ کر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختصر فیصلہ اس کی نسبت کیا ہے۔ اس واسطے چند خیالات اور اقوال اور ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین اپنے واسطے خود فیصلہ کریں۔

کچھ روز ہوئے ایک طالب علم سکاچ مشن سکول سیالکوٹ نے اشتہار دیا تھا۔ کہ "میں سچے دوست کی تلاش میں ہوں جو مجھ کو مل جاوے"۔ اُس کے جواب میں بہتوں نے خامہ فرسائی کی۔ اور نائب تحصیلدار رعیہ نے ایک شاعر کا شعر لکھ دیا جس کو اڈیٹر اخبار پیسہ اخبار نے آخری فیصلہ قرار دیا۔ اور وہ یہہ ہے۔

خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا
کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے

اس سے بھی سچے دوست کے ملنے کی مشکلات ہی معلوم ہوتے ہیں۔ سقراط حکیم جس کی دوستی اور محبت کے سیکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں خواہاں تھے۔ اُس شخص کو جس نے اُس کے اتھینز میں ایک چھوٹا سا مکان بنانے پر کہا کہ "یہہ مکان چھوٹا ہے" کہتا ہے۔ کہ "اگر یہہ سچے دوستوں سے بھر جاوے تو میں اس گھر کو بڑا عالیشان اور باسامان سمجھوں گا"۔ اس جواب سے اُس روشن ضمیر انسان کی رائے ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اُس کو بھی سچے دوستوں کے ملنے کی ایسی توقع نہ تھی کہ وہ تنگ مکان اُن سے بھر جاتا۔ ارسطو کہتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو دوستی کی ضرورت نہ ہو۔ تو وہ انسان نہیں ہے۔ اپنی خوشی کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ کسی کو اپنا دوست بنا دے۔ یہہ حکیم اس امر کا قایل تھا۔ کہ بعض آدمی ایسے

سوچنے والے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے واسطے کافی ہیں۔ اور ظاہری حالات اُن کے ایسے ہیں۔ کہ وہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس واسطے وہ خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں ؛ مگر افلاطون اس کے خلاف کہتا ہے۔ کہ "محض تنہائی سے خدائی صفات نہیں آتیں ؛ راہب اس واسطے خلوت گزیں ہوتے ہیں۔ کہ خاص مجلس میں بیٹھیں۔ اور خدا سے باتیں کریں" پس بھی بزرگوں اور عالموں کی کچھ عرصے سے یہ رائے ہے۔ کہ خلوت سے جلوت بہتر ہے۔ کہ اس سے اپنے عیب معلوم ہوتے ہیں۔ اور انسانوں کو فیض بہم پہنچایا جاتا ہے ؛ اسی واسطے بزرگ آگسٹین کہتا ہے۔ کہ "راہب نیکیوں کو جنگل میں لے جاتے ہیں۔ اس واسطے شہر نیکی سے خالی ہو جاتے ہیں" ؛ در اصل اُس شخص کی تنہائی سب سے زیادہ مصیبت ناک ہے۔ جس کے سچے دوست نہوں کیونکہ سچے دوستوں کی دُنیا ایک ویران جنگل ہے۔ دوستی کا سب سے بڑا پھل بکثرت رائے یہہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اُس سے دل ہلکا ہو جاتا ہے جو باتیں دل میں بھری ہوتے ہیں۔ سب زبان پر آجاتی ہیں۔ کیونکہ سب سے زیادہ تکلیف آدمی کو دل کے گھٹنے سے ہوتی ہے ؛ پس ایسے ہی دل کا حال ہے۔ کہ اگر دوست نہوں۔ تو بڑا گھٹتا ہے ؛ یہہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ اس دوستی کو شاہان و فرمانروایان اولوالعزم اپنی جان اور شان کو خطرہ میں ڈالکر خریدتے ہیں۔ کیونکہ بادشاہ اور رعایا کے رتبہ میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس واسطے اُن کو دوست بنانے کے واسطے ضرور ہے کہ رعایا میں سے لوگوں کو اول ادنیٰ درجے سے اعلیٰ پر پہنچایا جاوے اور پھر ان کو اپنا رفیق بنا دیں۔ اور اس کام کے سر انجام کرنے کے لئے اُن کو بہت تکلیفات اور مصائب اٹھانی پڑتی ہیں ؛ بادشاہ اہل دل۔ بہادر۔ عاقل سب جانتے ہیں۔ کہ بغیر دوستوں کے اُن کو آرام نہیں ملتا۔ اور اُن کے کام ادھورے رہتے ہیں ؛ جو تسلی دوستوں سے ہوتی ہے۔ وہ بھائی بندوں سے نہیں ہوتی ؛ یہہ بھی حضرت سلیمان کا قول ہے۔ کہ "دوست خوشی کے واسطے۔ اور بھائی مصیبت کے واسطے ہے"۔ یہاں سے بھی سچے دوست کی نایابی ظاہر ہے۔ کیونکہ تکلیف میں مدد دینے کے واسطے صرف بھائی ہے (اور یہہ سچ ہے)

تاہم دوستوں کا نہونا۔ اور جو تنہائی بغیر دوستوں کے ہو۔ وہ ایک قسم کی سزا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہہ سزا اکثر مجرموں کو دی جاتی ہے ؛ متقدمین کی رائے ہے۔ کہ دوست اپنی ذات ثانی ہے۔ اُس کا ایک جسم ہے۔ اس واسطے وہ (انسان) ایک ہی جگہہ موجود رہتا ہے۔ مگر جس کے دوست ہوں۔ وہ (انسان) بہت جگہہ کام کر سکتا ہے ؛ اگر کسی کی قبضہ میں ساری دُنیا ہو۔ مگر اُس کا کوئی دوست نہو۔ (اول تو ایسے شخص کے قبضہ میں کچھہ نہیں ہو سکتا) تو سب ہیچ ہے ؛ مگر شتبہہ دوست سے ایسا خوف ہوتا ہے۔ جو دشمن سے نہیں ہوتا جو آدمی اپنی ذات سے محبت رکھتا ہے۔ لیکن اُس کا کوئی دوست نہیں۔ وہ نہ صرف الزام کی لائق ہے۔ بلکہ نیکی کے بڑے حصہ سے محروم ہے ؛ دنیا میں دوستی کا حال موسم خزاں کے موافق ہے۔ جب تک درخت میں پتوں کے غذا موجود ہے وہ لگے رہتے پھر اُسے چھوڑ جاتے ہیں ؛ ایسا ہی حال انسانوں کا ہے۔ کہ جب تک اُن میں طاقت اور دوست موجود ہے۔ تب تک وہ قایم (دوستی میں) رہتے۔ پھر چھوڑ جاتے ہیں ؛

دور کیوں جاتے ہو۔ ایک زمانہ تھا جب پرنس بسمارک وزیر اعظم ملک جرمنی کا تھا۔ ہر ایک ہوشیار شخص کو اُس سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ بمشکل سے کوئی اخبار ہوتا تھا جس میں کچھہ نہ کچھہ اُس کا تذکرہ نہ ہوتا ہو۔ لیکن جب سے وہ عہدہ سے برطرف ہوا کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ گویا وہ جیتا ہی مر گیا ؛ ایسا حال سر رشتہ عہدہ داران کا دیکھتے ہیں جب وہ پنشن لے لیتے ہیں اُن کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔ جو دوستی اُن سے لوگ کرتے تھے وہ مطلب کی دوستی تھی۔ جب مطلب نہ رہا۔ تو دوستی بھی نہ رہی ؛ مگر جو باہم سچے دوست ہیں۔ وہ ایسے نہیں کسی کا قول ہے۔ کہ دوستی چاند کے گرہن کو دیکھنے کے لئے۔ اور دشمنی پورا چاند دیکھنے کے لئے آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ اس کا مطلب یہہ ہے۔ کہ دوست دوست کی تھوڑی تکلیف دیکھنے کو راضی نہیں۔ اور دشمن اُس کا پورا جلال نہیں دیکھہ سکتا یعنے دشمن دشمن کی پوری عزت نہیں دیکھہ سکتا ؛ جو دوستی دنیاوی خواہشوں کے پورا کرنے کے واسطے نہ ہو۔ بلکہ پاک دوستی براہ خدا ہو۔ اُس میں موت سے پہلے کمی نہیں ہوتی۔ بلکہ مرنے کے بعد آلایش سے دوستی پاک ہو جاتی ہے۔ اور اُس وقت دوست کے عیب نظر نہیں آتے۔ اور اُس کی خوبیاں قبر کی تاریکی میں روشن نظر آتی ہیں ؛ پس اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ خداوند کے واسطے انسانوں سے اور دیگر مخلوقات سے دوستی کرو اُس کی بنیاد قایم ہے۔ اور خداوند سے محبت صرف اُس کے واسطے کرو کیونکہ وہ وفادار ہے اور باقی ہمیشہ کسی وقت (

راقم

باجوہ

ایک بڑا بخشندہ

کسی شخص کو اُس کی محنت کی اُجرت دینا بخشش نہیں ہے۔ پر بلا محنت اور کام کے کسی کو کچھہ دینا بخشش ہے دنیا میں لوگوں کو اُن کی ملازمت۔ خدمت۔ اور مزدوری کا حق ملتا ہے۔ لیکن بعض صاحب دولت کسی اپنے ہوشیار اور محنتی کارندے کو کبھی کبھی کچھہ بخشش بھی دیا کرتے ہیں ؛ اور اگرچہ وہ بھی اُسکی عمدہ خدمت کے سبب سے ہی ہوتی ہے۔ لیکن یہہ بھی بخشش کنندہ کی خوشنودی مزاج اور مہربانی کا اظہار ہے۔ جس کا پانے والے کو کوئی حق نہیں ہوتا ؛ پھر اگر کسی نیک خدمت کے عوض میں۔ اور نمک حلالی اور دیانتداری کے بدلے میں ایک آقا اپنے خادم کو علاوہ اُس کی اُجرت اور محنت کے کچھہ دیتا ہے اور بخشش کنندہ کہلاتا ہے۔ تو کیا وہ بلا محنت اور مشقت کے

آپ جیسے ناواقف لوگوں کو بڑی بڑی عجیب و غریب آسمانی اور روحانی برکتیں عنایت کرے تو وہ بڑا بخشندہ نہ ہوگا؟ اب ہیں ناظرین سے اس بڑے بخشندہ کی بخششوں کا مختصر بیان عرض کرنا چاہتا ہوں: یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے - کہ یہہ بڑا بخشندہ اپنی بخشش عام دنیا کے تمام باشندوں کو دینا چاہتا ہے۔ کسی قوم۔ یا ذات۔ یا درجے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ وہ بڑا بخشندہ خداوند یسوع مسیح ابن اللہ اور ابن آدم ہے۔ جو ۱۹۰۰ برس سے رحمت اور بخشش کا دروازہ کھولے ہوئے سب کو صرف ایک آسان سی شرط کے قبول کر لینے سے برکتوں پر برکتیں دیتا ہے: وہ شرط صرف ایمان ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ بیکس لاچار اور گمگشتہ گنہگار اُس سے مفت میں الٰہی نعمتیں پائیں: اُس کی بخشش میں ذیل کی بڑی بڑی باتیں شامل ہیں:

۱- وہ بہتوں کے لئے اپنی جان فدیہ میں دیتا ہے۔ متی باب ۲۰۔ آیت ۲۸۔ بلکہ ہر ایک گنہگار رسول کی طرح پر کہہ سکتا ہے کہ اُس نے آپ کو میرے بدلے دیدیا۔ نامہ گلتیوں ۲ باب ۲۰ آیت یہہ کیسی عجیب بخشش ہے! اے ناظرین اگر آپ ذرا سوچو تو اس عجیب بخشش کی اشد ضرورت کو آپ معلوم کر لو گے: گنہگار بہ سبب اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب ابدی کا مستوجب ہو چکا ہے۔ اگر وہ خود اُس سزا کو اُٹھا دے: تو ہلاک ہو جائے لیکن گنہگار کا عوضی ہو کر یسوع مسیح اپنی جان دیکر پھر زندہ ہوا۔ اور گناہ کی سزا کو خود سہہ لیا۔ اور خدا کے عدل کو پورا کر دیا۔ اور رحمت الٰہی کا دروازہ گنہگار کے لئے کھول دیا۔ جس کے ذریعہ سے گنہگار موت اور عذاب سے بچتا ہے۔ اور ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے +

۲- دوسری بخشش جو یہہ بخشش کنندہ دیتا ہے دلی آرام ہے: متی ۱۱ باب ۲۸ آیت گناہ کے ساتھ بے آرامی اور بے چینی ہے۔ جب کہ مسیح نے اپنی جان دیدی۔ اور گناہ کی سزا اٹھائی۔ تو گنہگار کو سزا کا اندیشہ اور دہشت کا نہ رہا۔ بلکہ دلی تسلی اور اطمینان اُس کو حاصل ہوا:

۳- وہ اپنی سلامتی دیتا ہے: جب کہ اس بخشش کنندہ نے گناہ کی سزا اُٹھائی۔ اور آرام دیا۔ تو پھر اب سلامتی ہے خطرہ جاتا رہا۔ آسمانی اور روحانی برکتیں اور نعمتیں گنہگار کو ملینگی اور پھر کوئی خوف اُس پر نہ آئیگا۔ بلکہ اُس کے تمام دشمن دور دفع ہو جائیں گے۔ اور وہ سلامتی میں آ جائے گا +

۴- پھر وہ اپنے ایمانداروں کو حیات ابدی اور ہمیشہ کی زندگی کی بخشش دیتا ہے: یوحنا ۱۰ باب ۲۸۔ آیت -

۵- وہ اُن کو زندہ پانی دیتا ہے: یوحنا ۴ باب ۱۰ آیت بلکہ وہ زندگی کے پانی کا چشمہ دیتا ہے: مکاشفات ۲۱/۶ +

۶- وہ اپنے ایمانداروں کو جلال کی بخشش دیگا جو کبھی جاتا نہ رہیگا۔ یوحنا ۱۷ باب ۲۲ آیت +

مندرجہ بالا تمام روحانی بخششیں یہہ بڑا بخشندہ یسوع مسیح گنہگاروں کو دیتا ہے۔ اب اگر کوئی گنہگار چاہے کیسا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو نجات اور آسمانی برکتیں چاہے۔ تو مسیح کے پاس آوے۔ اور وہ یہہ تمام برکتیں مفت میں پاوے گا +

راقم

بندہ ج ۔ س

مرزا صاحب قادیانی کا الہمی مرض اور اُن کا کشمیری علاج

اڈیٹر صاحب نور افشاں ۔ مرزا جی کو درحقیقت اس مرض نامراد نے بہت ہی تنگ کر رکھا تھا ۔ اور اسی وہم میں دُنیا کے ہر ایک حصہ سے اپنے چیلے چاپڑوں کو بذریعہ خطوکتابت بلانا شروع کر دیا تھا ۔ اور آجکل قصبہ قادیاں میں حکیموں کی دو دو جو تجویں ہونے لگی یقین ہے سچ تو یوں ہے۔ کہ مرزا جی کو یہہ مرض الہمی مدت سے دامن گیر ہے۔ اور اس کے علاج سے اکثر دفعہ مایوسی کا سامہنا کرنا پڑا۔ یا اس کی طرف توجہہ نہیں کی: ہمیں اس کے ثبوت میں پبلک کو دکھانے کے لئے کئی ایک دلچسپ حالات معلوم ہوئے ہیں۔ جو لطف سے خالی نہیں ہے۔ ایک بڑے معتبر شخص جو ذی عزت ہونے کے علاوہ اس وقت ملک کے اُستاد بھی ہیں ۔ اور مرزا جی کے ہم عمر ہونے کے سوا اُن کے لنگوٹیا یار بھی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں- کہ "جب مرزا جی ضلع سیالکوٹ میں ایک رجسٹری محرر کے عہدہ پر تھے۔ تو خانگی طور سے میرے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے: کبھی کبھی بیٹھے بیٹھے یہہ مرض زور کر دیتا۔ تو مرزا جی جھٹ اُٹھ کھڑے ہوتے ۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ دیکھو یار مجھے آواز آتی ہے۔ تو میں ہنسی کے طور سے کہدیا کرتا تھا کہ یہہ ضرور کسی فرشتے کی آواز ہے۔ اور وہ فوراً یقین کر لیتے تھے: بعض وقت سوتے سوتے چونک پڑتے۔ تو اس کو روح القدس کی تاثیر بتایا کرتے تھے - وغیرہ" پس معلوم ہوا کہ یہہ مرض اُن کو نیا نہیں۔ بلکہ مدت دراز سے لاحق ہے۔ اور اب تو اسقدر ترقی کر گیا ہے۔ کہ مرزا جی کو اپنا مغلوب ہی بنا لیا ہے:

میرے خیال میں اُسی وقت فوراً علاج ہو جاتا تو شاید یہہ معاملہ پیش نہ آتا مگر اب تو حد اعتدال سے بڑھ گیا ہے:

مگر میری غلطی نہ ہو۔ تو میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر تمام ڈاکٹر جو لایق ہیں اگر معائنہ کریں تو یہہ ہی فتویٰ دیں گے۔ کہ یہہ مرض لا علاج ہے: بعض اس مرض والے بادشاہ ہونے کے شوق میں پھانسی دئے گئے ۔ بعض تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے ۔ اور بعض پاگل خانہ بھیجدے گئے ۔ مگر یہہ بھوت اُن کے سر سے نہ اُترا۔ ہزاروں تکالیف اُٹھائیں۔ لاکھوں مصیبتیں جھیلیں۔ مگر عاشق مزاجوں کی طرح معشوقوں کی فرمائش میں اپنے آپ کو تصدق کر ہی دیا:

بھلا یہہ (مرض) سوا روحانی ڈاکٹر کے کسی طرح دور ہو سکتا یا تو اس کا کوئی پیارا خادم اس مہلک بیماری کو ہٹا سکے ۔

ورنہ امر محال ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ جہاں نورالدین جیسے فاضل حکیم ہوں پھر یہہ مرض دامنگیر ہے۔ اور دیم کشمیری نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ مگر شفایاب ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے ؛ ہاں تو ہمارے ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ناصری طرف سے عزت کر رہے ہیں ؛ اور اپنا تجربہ اور فن ڈاکٹری بذریعہ نور افشاں مرزاجی پر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور کھلے کھلے لفظوں میں فیس کی مانگ لگا رہے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب بے ادبی معاف آپ تو تعصب نادروال کے ہیں مگر مرزاجی کے صلاح کار بھی سیالکوٹی ہیں۔ خوب اگر وہ تلے ہوتے ہیں تو آپ بھی ڈٹے ہیں۔ کیوں نہ ہو آخر حکیم ہیں۔ دردو چوہیں نہیں۔ تو ایک ہی ایک سہی۔ دیکھئے یا لاکس سے واقعہ ہے ؛ ہم مرزاجی کو نیک صلاح دیتے ہیں۔ اور دنیوی ڈاکٹروں کو نظر انداز کر کے روحانی ڈاکٹر کے ایک تابعدار فقیر کو پیش کرتے ہیں۔ اور سچائی سے مرزاجی کو بتاتے ہیں۔ اور دوسرے یہہ کہتے ہیں۔ کہ مرزاجی دنیوی علاج سے اور کشمیری تجویز سے آپ کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ نقصان اٹھائیں گے ؛

بزرگ آتھم صاحب کی میعاد گذر گئی۔ اور دیکھنا کہ کوئی حواری آنکھہ مٹکاتا ادھر جاتا ہے اور کوئی ٹانگ ہلاتا ادھر جاتا ہے۔ تمام رفو چکر ہو جاویں گے۔ کیونکہ معاملہ دیگرگوں ہو گیا ہے۔ آتھم صاحب خدا جانے ایسے ویسے کتنے ملہموں کو چاٹے بیٹھے ہیں اور کتنے اور حلق سے اتر کر بستر آرام پر جائینگے ؛ سو ہم آپ کو دعوت کرتے اور ایک عمدہ معالج کو بتاتے ہیں تاکہ آپ کی بہتری ہو جائے ؛ وہ ہمارے مسیح میں بزرگ پادری [illegible] صاحب فقیر ساکن سیالکوٹ ہیں جن کے فیض سے بندہ بھی شرف حاصل کر چکا ہے ؛ یوں تو ان کے بہت سے کام ہیں جن کو وہ صرف ایک مسیحی برکت سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے لوگوں کے لئے وہ معجزہ ہو سکتے ہیں ؛

(۱) ایک دفعہ آپ نے اس خاکسار سے ایک پادری صاحب مرحوم کی بیوی کی نسبت جو سخت بیمار تھی۔ یہہ کہا کہ یہہ عورت ۹ یوم بعد فوت ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا ؛

(۲) بندہ کو ان کی دعا سے روحانیت ملنے کے علاوہ ایک بچہ بھی نصیب ہوا۔ جس کے لئے مدت سے آرزو مند تھا ؛

(۳) سیالکوٹ کے ایک رئیس جو قوم ہنود سے ہیں ایک دفعہ ان کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ پادری صاحب آپ دعا کریں۔ اور اگر میرے گھر بیٹا ہو تو میں مسیحی ہو جاؤں گا آپ ان کے لئے دعا کرتے رہے۔ اور وقت آ گیا۔ کہ بیٹا پیدا ہوا مگر باپ کا دل سخت ہو گیا۔ اور مسیح سے ٹھوکر کھائی ؛ پس لڑکا گونگا اور بہرا رہ گیا۔ گو کہ اب تک زندہ ہے مگر بے کار ؛

(۴) اسی طرح ایک عورت میں شیطانی روح گھس رہی تھی۔ اس کے مالک کی حسب اجازت پادری صاحب نے عورت کی چوٹی پکڑ کر کہا۔ میں تجھے یسوع مسیح ناصری کے نام سے کہتا ہوں اس سے دور ہو جا۔ اور وہ فوراً اچھی ہو گئی ؛

پس مرزاجی کہئے کیا آپ سے بڑھ کر [illegible] یا نہیں ؟ سو آپ تشریف لائیے اور اپنا روحانی علاج کرائیے۔ پادری صاحب آپ سے کسی قسم کا طمع نہیں کریں گے۔ بلکہ محض انسانی ہمدردی سے آپ کا عمدہ معالجہ کریں گے۔ میں آپ کی سفارش [illegible] ہوں۔ اور یقین کامل ہے کہ آپ صحت یاب ہوں گے۔ قادیان آپ کے لئے مضر صحت ہے ؛

[illegible] کھڑی دستک [illegible] کھولو۔ اور اس کی آواز کو سنو وہ کیا کہتی ہے ؛ پس انسان کو اپنی شرارت سے باز آ کر ابدی زندگی کو حاصل کرنا چاہئے۔ سو مرزاجی لازم ہے کہ اب توبہ کرو اور تمام پاکھنڈ کو چھوڑ کر سچے دل سے مسیح پر ایمان لا کر ہمیشہ کی زندگی معہ اپنے چاروں کے حاصل کرو۔ کلیسیا کے ستانے والے نہ ہو بلکہ پولوس رسول کی طرح دیندار و عزت دار ہو جاؤ۔

اب رخصت ہوتا ہوں۔ اور آپ کو سلام عرض کرتا ہوں۔ آمین ؛ راقم مصلح مبارک سیالکوٹی ؛

بقیہ

بعض خیالاتِ محمدی پر سرسری ریمارکس

(۹) فرض حج۔ قرآن میں لکھا ہے کہ تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں اللہ کی سے ہیں۔ پس جو کوئی حج کرے گھر کا یا عمرہ کرے پس نہیں ہے گناہ اوپر اس کے یہہ کہ طواف کرے بیچ ان دونوں کے اور جو کوئی خوشی سے بھلائی کرے پس تحقیق اللہ [illegible] ہے جاننے والا ؛ سورہ البقر رکوع ۱۹ +

ہندوؤں میں بھی کئی ایک تیرتھ مشہور ہیں مثلاً بدری ناتھ۔ کیدار ناتھ۔ دوارکا۔ بنارس۔ [illegible] وغیرہ جہاں بعض ہندو جانا۔ و مورتوں کے درشن کرنا۔ اور بعض رسمی باتوں کا ادا کرنا ضروری اور موجب ثواب خیال کرتے ہیں ؛

اس فرض حج محمدی کے عبادتی دستورات عجیب خیالات سے مرکب ہیں۔ اور بہت کچھ ہندوؤں کے خیالات کے موافق معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا درج کرنا بسبب طوالت چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ان کی پوری کیفیت کتاب عقائد اسلامیہ مترجمہ مولوی محمد شفقت اللہ تمیدی صفحہ ۲۴۷ سے [illegible] تک اور کتاب تحقیق الایمان مصنفہ پادری مولوی عماد الدین صاحب اعتراض چہارم صفحہ ۱۱۲ میں درج ہے ؛

مگر تعلیم انجیل کسی خاص جگہہ کو عبادت الٰہی کے واسطے مخصوص نہیں ٹھہراتی۔ بلکہ ہر جگہہ جہاں انسان اس کی مرضی کے موافق عمل کرے قربت الٰہی حاصل کر سکتا ہے ؛ چنانچہ انجیل یوحنا ۴: ۱۹-۲۴ تک مذکور ہے "عورت نے اس سے (مسیح) کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبی ہیں ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی اور تم یہودی کہتے

ہو۔ کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے یروشلم میں ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ کہ وہ گھڑی آتی ہے۔ کہ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر۔ اور نہ یروشلم میں باپ کی پرستش کرو گے۔ تم اُس کی جسے نہیں جانتے ہو پرستش کرتے ہو۔ ہم اُس کی جسے جانتے ہیں پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ نجات یہودیوں میں سے ہے۔ پر وہ گھڑی آتی۔ بلکہ ابھی ہے۔ کہ جس میں سچے پرستار روح اور راستی سے باپ کی پرستش کریں گے۔ کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے۔ کہ ایسے ہو دیں۔ خدا روح ہے اور اُس کے پرستاروں کو فرض ہے۔ کہ روح اور راستی سے پرستش کریں"۔

پس اب اس روحانی طریقہ عبادتِ الٰہی کو چھوڑ کر جو اُس کی عین مرضی اور صفات کے موافق ہے۔ جس کی تشبیہہ و علامتیں احکامات توریت میں قوم یہود پر ظاہر کی گئیں۔ جو صرف جسمانی خیالات پر مبنی تھیں کون فرض خیال کر سکتا ہے؟ گو صرف وہی جو جسمانی طبیعت رکھتا ہو۔ اور روحانی تعلیم انجیل سے اپنی آنکھیں بند کرے۔ جیسا لکھا ہے "مگر نفسانی آدمی خدا کی روح کی باتیں نہیں قبول کرتا۔ کہ وے اُس کے آگے بیوقوفیاں ہیں۔ اور نہ اُنہیں جان سکتا ہے۔ کیونکہ وے روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں" ۱۔ قرنتھیوں ۲: ۱۵۔

(۱۰) (جھوٹھ بولنا) کتاب ہدایت المسلمین کے صفحہ ۳ میں اس امر کا ذکر ہے "کہ یہ لوگ (محمدی) خدا کی راہ میں جھوٹھ بولنا ثواب جانتے ہیں۔ چنانچہ سورہ صافات رکوع ۳ کی آیت فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ کے نیچے عبد القادر کے ساتویں فائدہ میں لکھا ہے کہ اللہ کی راہ میں جھوٹ بولنا عذاب نہیں بلکہ ثواب ہے"۔

ہندو بھی "دیدہ دانستہ رحم کی نظر سے جھوٹھ بولنے میں سورگ سے نہیں گرتا۔ اور اس کی بانی منو وغیرہ دیوتاؤں کی بانی کے برابر سمجھتے ہیں۔ جہاں سچ بولنے سے برہمن۔ کشتری ویش۔ شودر قتل ہوتا ہو۔ وہاں جھوٹھ بولنا سچ سے بھی اچھا ہے"۔ شاستر منو ادھیاء ۸۔ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴۔

مگر تعلیم انجیل دیدہ و دانستہ کسی حالت میں جھوٹھ بولنے کی مطلق پروانگی نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ہر حالت میں جھوٹھ بولنے پر مندرجہ ذیل فتویٰ ظاہر کرتی ہے یعنے "وہ جو دغاباز ہے میرے گھر میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔ اور جھوٹھ بولنے والا میری نظر میں نہ ٹھہرے گا" زبور ۱۰۱: ۷ "جھوٹھے لبوں سے خداوند کو نفرت ہے۔ پر وے جو راستی سے کام رکھتے ہیں اس کی خوشی ہیں" امثال ۱۲: ۲۲ "سارے جھوٹھوں کا حصہ اُسی جھیل میں ہو گا جو آگ اور گندھک سے جلتی ہے" مکاشفات ۲۱: ۸ "اے خداوند تیرے خیمہ میں کون رہیگا۔ اور تیرے کوہ مقدس پر کون سکونت کریگا۔ وہ جو سیدھی چال چلتا۔ اور صداقت کے کام کرتا ہے۔ اور دل سے سچ بولتا ہے" زبور ۱۵: ۱ و ۲۔

(۱۱)۔ (نماز کی بابت) قرآن میں مذکور ہے "محافظت کرو اوپر نمازوں کے۔ اور نماز بیچ والی پر۔ یعنے عصر۔ اور کھڑے ہو واسطے اللہ کے چپکے" سورہ البقر رکوع ۳۱ "پس جب تمام کر چکو نماز کو۔ پس یاد کرو اللہ کو کھڑے یا بیٹھے۔ اور اوپر کروٹوں اپنی کے۔ پس جب آرام پاؤ پس تم سیدھی کرو نماز کو تحقیق نماز ہے اوپر مسلمانوں کے لکھے ہوئے وقت مقرر کئے ہوئے" سورہ النسا رکوع ۱۵۔

ہندو بھی بعض وقت سندھیا (جپ) کرنا بہتر سمجھتے ہیں چنانچہ شاستر منو میں مذکور ہے "پراتھہ کال (فجر) گائتری کا جپ کرتا رہے جب تک سورج کا درشن نہ ہو۔ اور اسی طرح سائین کال (شام) میں جب تک تارے نہ دکھلائی دیں۔ پراتھہ کال کی سندھیا کرنے سے رات کا پاپ چھوٹ جاتا ہے۔ اور سائین کال کی سندھیا کرنے سے دن کا پاپ چھوٹ جاتا ہے۔ جو آدمی دونوں وقت کی سندھیا نہیں کرتا وہ شودر کی طرح دوج کرم سے باہر ہو جاتا ہے" ادھیاء ۲۔ اشلوک ۱۰۱ سے ۱۰۳ تک۔

کلام خدا بائبل سے ظاہر ہے۔ کہ نماز کرنے کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے۔ یہودی بھی نماز کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ زبور ۹۵: ۶ میں مذکور ہے "آؤ ہم سجدہ کریں۔ اور جھکیں اور اپنے پیدا کرنے والے خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں" انجیل مقدس میں بھی مذکور ہے "اور جب تو دعا مانگے ریاکاروں کی مانند مت ہو۔ کیونکہ وے عبادت خانوں میں اور راستوں کے کونوں پر کھڑے ہوکے دعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پا چکے۔ لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھری میں جا۔ اور اپنا دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ۔ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلا دیگا۔ اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک مت کرو۔ کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ زیادہ گوئی سے ان کی سنی جائیگی" متی ۶: ۵۔۷ تک پھر رسول فرماتا ہے "دعا مانگنے میں مشغول اور اُس میں شکرگذاری کے ساتھ ہشیار رہو" کلسیوں ۴: ۲ پس اس لئے مسیحی لوگ بھی دعاؤں (نمازوں) میں اکثر مشغول رہتے ہیں کیونکہ ضروری بات ہے۔

بیشک محمدی نماز کا یہہ قاعدہ کہ جماعت کے بہت سے لوگ فراہم ہو کر دعا یا نماز کرتے ہیں ایک عمدہ اور اہل کتاب کے موافق قاعدہ ہے۔ مگر اُن کی نماز کا منشاء وہی ہے جو ہندوؤں کا ہے یعنے نمازوں کے ذریعہ آدمی پاپ سے اور گناہ (پاپ) سے چھوٹ جاوے۔ یا ثواب حاصل کرے پر مسیحی نمازوں کا یہہ منشاء نہیں ہے۔ بلکہ یہہ کہ آدمی پہلے نیک ہو۔ یا ہوئے تاکہ خدا کی شکرگذاری ادا کرے اور اُس کے ساتھ دعاؤں میں ہم کلام ہو کر خوشی حاصل کرے پس محمدی ہندوؤں کی نمازیں انسان کے پاک ہونے اور ثواب پانیکا ایک ذریعہ خیال کی جاتی ہیں۔ مگر مسیحی نمازیں نجات یافتہ لوگوں کی شکرگذاری سمجھی جاتی ہیں۔ جو ضروری ہے۔

(۱۴) (بہشت کی بابت) قرآن میں مذکور ہے "اور خوشخبری دے اُون لوگوں کو کہ ایمان لائے۔ اور کام کئے اچھے۔ یہہ کہ واسطے اُن کے بہشت ہیں چلتی ہیں نیچے اُن کے سے نہریں" سورۃ البقر رکوع ۳ "مگر بندے اللہ کے خالص کئے گئے یہہ لوگ واسطے اُن کے رزق ہی معلوم میوے اور وہ عزت دئے جاویں گے بیچ باغوں نعمت کے اوپر تختوں کے آمنے سامنے پھرایا جاوے گا اوپر اُن کے پیالہ شراب لطیف کا۔ سفید مزہ دینے والی پینے والوں کو۔ نہ بیچ اس کے خرابی ہے۔ اور نہ وہ اس سے بیہودہ بکینگے اور نزدیک اُن کے بیٹھی ہونگی نیچے رکھنے والیاں خوبصورت آنکھوں والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں چھپائے ہوئے" سورہ والصافات رکوع ۲ +

بس بہشت کی بابت ایسا ہی کم و بیش ذکر قریب ۲۰ یا ۲۹ جگہہ قرآن میں مذکور ہے۔ مگر کسی آیات بہشتی میں کہیں یہہ مذکور نہیں ہے۔ کہ بہشت میں خدا اُن کے ساتھ ہوگا۔ اور مومنین اس کے چہرہ پر نظر کریں گے۔ اور اس کی ستایش و تعریف میں ابدالآباد مشغول رہکر لاثانی خوشی حاصل کریں گے۔

ہندوؤں کے خیال موافق پرلوک کا آنند صرف یہہ ہے کہ آدمی اپنی بھول دبھرم سے چھوٹکر جسکا نتیجہ کرم کے سمان آواگون میں حاصل کرتا رہتا ہے۔ گیان حاصل کرکے سب حالتوں میں آتما کے وسیلہ سے آتما کو دیکھتا ہے۔ اور سمدرشی ہوکر پڑی برہم پد کو پاتا ہے" (شاستر منو ادھیا ۱۲۔ اسلوک ۱۲۵) یعنے پرمیشور میں لین (وصل) ہو جاتا ہے اور بس۔

مگر انجیل مقدس میں اس پاک بہشت۔ اور اُس کی لاثانی خوشی کی بابت لکھا ہے کہ خدا نے اپنے محبتوں کے لئے وہ چیزیں تیار کیں۔ "جو نہ آنکھوں نے دیکھی۔ نہ کانوں نے سُنی۔ اور نہ آدمی کے دل میں آئی۔ بلکہ خدا نے اپنی روح کے وسیلے ہم پر ظاہر کیا" ا قرنتیوں ۲: ۹ جس کی خواہش میں اس کے سچے مومنین مرنے تک مستعد رہتے ہیں (مکاشفات ۱۴: ۱۰) یعنی ظاہر کیا کہ یسوع نے جواب میں اُن سے کہا تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نہ جانکر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہیں۔ بلکہ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں" متی ۲۲: ۲۹ و ۳۰ +

(۱) بہشت میں خدا اپنے مقدسوں کے ساتھ سکونت کریگا۔ مکاشفات ۲۱: ۳

(۲) بہشتیوں کی خوشی۔ مکاشفات ۷: ۱۶ و ۱۷۔ اور ۲۱: ۴ و ۲۵ +

(۳) بہشتیوں کا کاروبار۔ اس کے چہرہ پر نگاہ رکھنا مکاشفات ۲۲: ۴۔ اور ابدالآباد اس کی ستایش و تعریف کرنا۔ مکاشفات ۴: ۱۰ و ۱۱۔ اور ۱۹: ۶ +

ہر سہ مذاہب کی تعلیم بہشتی مذکورہ بالا کی بابت ناظرین خود انصاف کریں۔ کہ کون سی تعلیم عقلاً و نقلاً انسانی درجہ اور خدا کی شان کے موافق ظاہر ہوتی ہے۔ کیا وہ جس میں صرف نفسانی خیالات موجود ہیں۔ جو بغیر جسم اُس قدوس کے حضور میں محض بے مطلب۔ اور اس کی قدوسیت کے خلاف ہیں۔ یا وہ جس میں اپنے خالق قادر مطلق کے اندر وصل ہو جانا۔ جو انسان کے لئے محال بلکہ ان ہونا ہے "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" مگر ہاں وہ جس میں ہمیشہ اس کے حضور حاضر رہکر ابدالآباد اس کی تعریف کرنا اصلی و سچی خوشی ظاہر ہوتی ہے۔ باقی آئیندہ

راقم

بہادر مسیح۔ مُنشی

شملہ پر آریا سماج کا سالانہ جلسہ

ڈیر ایڈیٹر گڈ مورننگ

عنایت فرماکر یہہ مضمون اپنے اخبار گوہربار کے کسی گوشہ میں درج فرماکر بندہ کو ممنون و مشکور فرماویں۔ وہو ہذا:۔

اے ناظرین با تمکین اخبار نور افشاں آپ نے بچشم خود کسی ایک جلسے دیکھے یا سُنے ہوں گے۔ لیکن شاید کبھی ایسے جلسے آپ کی نہیں دیکھے و شنیدہ [illegible] ہونگے [illegible] ہوں کہ ذرا چند لمحہ تک ادھر بھی اپنی توجہہ فرماکر اس جلسہ کی کیفیت سُنئے: میرا اس وقت بخوف طوالت و عدم فرصتی کے یہہ منشا نہیں۔ کہ اُس کا تمام مفصل حال بیان کروں پر صرف یہہ دکھلاؤں۔ کہ اُس میں کیفیت کیا تھی۔ تاکہ پبلک آگاہ ہو۔ کہ ایسے جلسوں کے کیسے نتیجہ ہوتے ہیں:

۲۲۔ اگست کو یہہ مذکورہ بالا جلسہ یہاں پر منعقد ہوا۔ اور ۵ روز رہا۔ اُس میں دور دور سے آریا سماج کے مشہور و معروف لایق و فایق لیڈر تشریف فرما ہوئے۔ مثلاً لالہ ہنس راج بی اے پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور اور جناب منشی رام صاحب پلیڈر۔ جالندھر۔ لالہ آتما رام۔ امرتسر۔ اور لالہ کرپا رام اور چند اور جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں تشریف لائے تھے: ان سب صاحبان نے باری باری اپنے اپنے لکچر ٹون ہال اور آریہ سماج مندر میں دے۔ اور چند جگہوں کے لئے چندے بھی جمع کئے: اُن میں سے لالہ ہنس راج و منشی رام و آتما رام و کرپا رام کے لکچر قابل تعریف تھے: بڑی سرگرمی و جوش و خروش کے ساتھ بیان کئے گئے جن سے سامعین عش عش کر گئے۔ بلکہ اکثروں کے آنسو بھی بہے ہوں گے۔ اور اُنہوں نے اپنی خوشی و خورمی خوب تالیاں بجا بجا کر ظاہر کی۔ اور ایسی سرگرمی لکچروں میں تھی۔ کہ ایکدن میں ۷ لکچر دئے گئے۔ جن میں سے ۳ آخری لکچر آریا سماج مندر میں بوقت شام دے گئے۔ پر جب آخری لکچرار صاحب کھڑے ہوئے۔ تو وہ بڑی سخت و کرخت باتوں سے متکلم ہوئے۔ اور یہہ کہنا شروع کیا۔ کہ آپ لوگ گوشت خور۔ شراب خور۔ جرائم کار وغیرہ ہیں۔ جو پریم ایشور سے رکھنا چاہئے وہ دوسری باتوں کی طرف رکھتے ہیں۔ کہ جس سے روح و جسم دونوں کی بربادی ہے۔ آپکی یہہ حالت نفرت کے لایق ہے۔ آپ صرف دکھلانے

لئے بڑے بڑے چندے دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ +

جب یہہ کلمات سُنے ۔ تب تو سامعین کپڑوں سے باہر ہو گئے :: اور غصہ و غضب سے بھر کر کھڑے ہو کر ایسے لیکچر کہ گالی گلوچ و طعن و تشنیع کا خوب ہی لیکچر دیا ۔ اور شیم شیم پکارنے لگے :: اُس وقت ایسی کا گا رول مچی ۔ کہ سارے کمرے میں کوئی ایسا نہ تھا جو کھڑے ہو کر لیکچر نہ دیتا تھا ۔ اور جھگڑے کا بازار ایسا گرم تھا ۔ کہ ایکدوسرے کی کوئی نہیں سُنتا تھا :: کوئی تو کہتا تھا ۔ کہ واہ بھائی یہہ اچھی شانتی ملی ۔ اور کوئی بولتا تھا ۔ کہ یہہ سب دہوکے کی ٹٹی ہے ۔ اور بعض کہتے تھے ۔ کہ واہ دلوں کے غبار تو آج ہی نکلے ہیں :: اڈیٹر صاحب اگر چند معززین اُس وقت اُن کو سمجھاتے ۔ اور نہ روکتے ۔ تو اس میں کچھ شک نہیں تھا کہ ہاتھا پائی اور جوتم جوتا کی نوبت پہنچتی ۔ بلکہ کچھ تعجب نہ تھا ۔ کہ خونریزی بھی ہوتی ۔ پر خیر گذری ۔ جب سب لیڈروں نے دیکھا ۔ کہ جھگڑا بڑھتا ہے ۔ تو جھٹ لیکچر صاحب کی میز کے گرد جمع ہو ۔ اور آرتی کرنی شروع کر دی :: ادہر تو یہہ آرتی کر رہے تھے ۔ اور اُدہر سامعین ہارنی کر رہے تھے ۔ شانتی کے بدلے کودانتی آ گئی ۔ اور خوب ہی کا گا رول مچی :: جب دیکھا کہ کچھ نہیں بن پڑتا ۔ تب سب دم بخود ہو کر ہر ایک اپنے اپنے گھر چلدیا ۔ پس کچہری برخواست مقدمہ ڈسمس ہو گیا ::

حاصل الکلام نتیجہ یہہ ہوا ۔ کہ آریا سماج کے درمیان ایسا نفاق ہوا کہ اُس کے دو حصے ہو گئے ۔ ایک ::
Carnivorous
(یعنے گوشت کھانیوالے) دوسرے Vegetarian
(یعنے ساگ پات کھانیوالے) +

پس ناظرین اخبار اسی سے خود دریافت کر سکتے ہیں ۔ کہ اس ڈھنگ کے لیکچروں اور ایسی ترتیب کے جلسوں ۔ اور ایسی سبھا آرائیوں سے کیا اُن کی کچھ بہبودی یا اُنتی ہو سکتی ہے؟ کیونکہ جب اپنے گھر ہی میں یہہ حال ہے تو باہر والے کیا نمونہ سیکھینگے مگر اڈیٹر صاحب وہ کریں تو کیا کریں ۔ اُن کی سب بنیاد تو کچی سکھائی اور من گھڑت تعلیم پر ہے ۔ نہ کہ کسی الہامی کلام پر +

اب ذرا بھائیو الہامی کلام کی باتیں سُنو ۔ وہ ہم سب کو کھانے پینے کی بابت یوں تعلیم دیتا ہے ۔ کہ کھانے پیٹ کے لئے ہیں ۔ اور پیٹ کھانوں کے لئے پر خدا اس کو اور اُس کو نیست کریگا ۔ پر بدن حرامکاری کیلئے نہیں ۔ بلکہ خداوند کے لئے ہے ۔ اور خداوند بدن کے لئے :: پھر دیکھو رومی ۱۴ باب میں یوں مرقوم ہے ۔ کہ " وہ جو کھاتا ہے ۔ اُس پر جو نہیں کھاتا ہے عیب نہ لگاوے اور جو نہیں کھاتا ہے ۔ اُس پر جو کھاتا ہے عیب نہ لگاوے ۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت کھانا پینا نہیں ۔ بلکہ راستی و سلامتی اور روح القدس سے خوشوقتی ہے ۔ پس فانی چیزوں کیلئے کیوں جھگڑے اور تکرار کرتے ہو؟ :: اُسی جناب کے کلام کو قبول کرلو اور یسوع مسیح پر ایمان لاؤ جو " ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا ۔ اور اُس دیوار کو جو درمیان تھی ڈھا دیا " وغیرہ ۔ دیکھو افسی ۲: ۱۴ و ۱۹ تک +

اب ہم آریا سماج کے لیڈروں کو صلاحاً یہہ کہتے ہیں کہ وے آگے کو اپنی سرگرمی ظاہر نکریں ۔ کہ ایک دن میں سات سات لیکچر دیں ۔ کیونکہ زیادہ کھانیسے بدہضمی ہو جاتی ہے اور تب کہا پاتی کر دیتے ہیں ۔ جیسا کہ مذکورہ بالا جلسہ کی کیفیت سے عیاں ہے :: غور کرو امثال ۲۵: ۱۶ پر کہ " کیا تو نے شہد پایا ۔ تو اتنا کھا جتنا تیرے لئے بس ہے ۔ تا نہووے ۔ کہ تو زیادہ کھا جاوے اور اُسے اُگل ڈالے " نیز یہہ بھی جتائے دیتے ہیں کہ وہ سخت و کرخت باتوں سے کلام کیا کریں ۔ کیونکہ ایسا کرنیسے فائدہ کی جگہہ نقصان ہوتا ہے جیسا کہ یہہ بھی مذکورہ بالا جلسہ کی ایک لیکچر صاحب سے ظہور میں آیا ۔ اور نتیجہ بد نکلا بلکہ نرمی و ملائمت کی باتوں سے متکلم ہونا ضرور ہے ۔ جیسا کہ کلام ربانی فرماتا ہے ۔ کہ " جو تم سے کوئی اُمید کی بابت پوچھے تو فروتنی اور ادب سے جواب دو " ۱ پطرس ۳: ۱۵ ۔ پھر حضرت سلیمان اپنی امثال کی کتاب میں یوں فرماتے ہیں ۔ کہ " ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے ۔ پر سخت باتیں غضب انگیز ہیں " امثال ۱۵: ۱ پھر یہہ ۔ کہ " ملائم زبان ہڈی کو توڑتی ہے " امثال ۲۵: ۱۵ ۔ ہمارے خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے ۔ کہ " میرے پاس آؤ اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے خاکسار ہوں تو تم اپنے جیوں میں آرام پاؤ گے " متی ۱۱: ۲۸ و ۲۹ ۔ پس اگر حلیم بننا ۔ اور حلیمی سے سکھلانا چاہتے ہو ۔ تو پہلے یسوع مسیح کے پاس آ کر سیکھو ۔ تب اَوروں کو سکھاؤ ۔ کیونکہ وہ سب کو بلاتا ہے ۔ اور جو اُس کے پاس آتا ہے ۔ وہ کسی کو نہیں نکال دیتا ::

اب ہم لیکچروں کی ایک دو خیال کا مختصر جواب دینا چاہتے ہیں ۔ سو بغور سُنئے :: مذکورہ بالا لیکچروں میں یہہ خیال ظاہر کیا گیا کہ " آریا یا ویدک دہرم قایم کرنے ۔ اور پھیلانے کے لئے سنسکرت زبان کالجوں ۔ سکولوں ۔ پاٹشالاؤں میں پڑہانا چاہئے ۔ بغیر اُس کے ویدک دہرم کی ترقی نہیں ہو سکتی :: وغیرہ " ہم پوچھتے ہیں ۔ کہ کیا کوئی مذہب اپنی زبان کے وسیلے سے دُنیا میں پھیل گیا ہے؟ اگر بالفرض محال ایسا ہو بھی تو کیوں ۔ عبرانی ۔ یونانی ۔ رومی ۔ عربی ۔ روسی چینی وغیرہ مذاہب دُنیا میں نہ پھیل گئے؟ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہی ہے ۔ تو کیوں وہ سب جنہوں نے انگریزی زبان حاصل کی ۔ انگریز نہ بن گئے؟ یا جنہوں نے عربی زبان سیکھی محمدی نہو گئے؟ آپ لوگ جنہوں نے انگریزی حاصل کی عیسائی نہو گئے؟ پس لیکچر صاحب کا یہہ خیال محض غلط ٹھہرا :: ہاں البتہ اتنا تو ہم قبول کرتے ہیں ۔ کہ زبان دانی سے اُس مذہب کی واقفیت تو ہو سکتی ہے ۔ نہ کہ مذہب کی تبدیلی ۔ کیونکہ مذہب کی تبدیلی و ترقی اور پائیداری و صداقت اُسی مذہب کے خدا کی طرف سے ہونے ۔ اور اُسی مذہب کی زندہ و پاکیزہ تعلیم پر موقوف ہے :: پس اگر آپ لوگ سنسکرت زبان سے مذہب کی واقفیت کرانا چاہتے ہیں ۔ تو مرحبا! ہم بھی یہی چاہتے ہیں ۔ کیونکہ جبتک آپ کے گھر کا دروازہ بند رہتا ہے ۔ تو اندر کا حال کوئی نہیں جانتا ۔ پر جب دروازہ کھولکر دیکھا جائیگا ۔ تب معلوم ہوگا ۔ اور کلیتہً فیصلہ ہو جائیگا ۔ کہ یہہ رہنے کے قابل ہے کہ نہیں

آیا مجھے روحانی راحت و آرام اُس میں رہنے سے مل سکتا ہے۔ کہ نہیں۔ یا میری روحانی بھوکھ و پیاس مٹ سکتی ہے کہ نہیں۔ پیشتر اس کے۔ کہ آپ اس دہرم کے پھیلانے کی فکر کریں۔ پہلے اس بات کی فکر کریں۔ کہ آیا یہہ دہرم عالمگیر دہرم ہے۔ کہ نہیں: دوم یہہ کہ اُس کے پھیلانے کا حکم کہاں ہے: سوم کہ ذات کا بندھن توڑ ناضرور ہے کہ نہیں: یاد رہے۔ کہ جب تک یہہ ذات کا بندھن نہ ٹوٹے گا۔ تب تک یہہ مقصد ہرگز ہرگز پورا نہ ہوگا +

دوم خیال جس پر زور دیا گیا یہہ تھا۔ کہ "آریا دہرم مثل پیڑ کے اس ملک میں لگایا گیا۔ مگر جب سے انجیل اس ملک میں آئی۔ تب سے عیسائی مثل دیمک کے اس پیڑ میں لگ گئے۔ اور اُس کا چھلکا وگودا گویا کہا لیا۔ وہ پیڑ مُردہ ہوکر گرنے پر تھا۔ پھر ایشور نے دیانند جی کو اُٹھا لیا۔ تاکہ وہ اس دیمک کو دور کرے۔ اور اس کو بحال کر کے پھر اُسی اصلی حالت پر لاوے: اس لئے اے آریا بھائیو آؤ اُن کے نمونہ پر ہم بھی اُس دیمک کے ہٹانے۔ اور پیڑ کو بچانے کی کوشش کریں۔ تاکہ وہ بڑھے۔ اور پھیلے۔ اور اپنی اصلی قوت پر آوے" وغیرہ

میں اس خیال کو سن کر خادمان دین و داعظان انجیل کو مبارکبادی دیتا ہوں کہ آپ کی محنت خداوند میں بیفائدہ نہیں۔ پر اس خیال میں ایک شہادت پاتے ہیں۔ کہ انجیل کی تاثیر یہاں تک اُن میں اثر پذیر ہے: پس بھائیو ہمت باندہو۔ اور ڈھیلے ہاتھ اور سست گھٹنوں کو سیدھا کرو۔ اور کوشش کرو۔ تاکہ یہہ تاثیر زیادہ زیادہ ہو۔ اور تمام مذاہب پر غالب آوے۔ اور اُن میں روحانی و جاودانی زندگی ڈالے: اور آریا بھائیوں سے مخاطب ہوکر یوں کہتا ہوں۔ کہ یہہ آپ کا دیمک خوردہ مذہب آپکی تدابیر کی رسیوں سے ہرگز ہرگز استادہ نہیں رہ سکتا اور آپ کی یہہ محنت انجیل کی تاثیر روکنے کی بابت رائیگاں ہوگی کیونکہ کوئی بشر اُس کو روک نہیں سکتا۔ اور نہ برباد کرسکتا ہے کیا کوئی اپنا سر چٹان پر مار کر چٹان کو توڑ سکتا ہے؟ اگر چیونٹیاں ملکر بھی۔ کہ ہم بہتے ہوئے دریا کو روک دیں۔ تو کیا وہ دریا کو روک دیں گے؟ پس آپ لوگ اُس فضل کے دریا کو جو تمام دنیا کے سیراب و شاداب کرنے کو خدا کی طرف سے بہایا گیا ہے۔ ہرگز نہیں روک سکتے: کیا کہیں بشر میں یہہ طاقت ہے۔ کہ آفتاب کی گرمی و روشنی کو تمام دنیا پر تاثیر کرنے سے روک سے؟ ہرگز ہرگز نہیں " این خیال است و محال است و جنون" اے مخالفان انجیل آپ تو صرف دیمک سے ڈرتے ہو۔ پر دیکھو خدا کا کلام دو دہاری تلوار کی مانند ہے۔ جو جان و روح و گودے کو چیر ڈالتا ہے: چنانچہ لکھا ہے کہ "خدا کا کلام زندہ۔ اور تاثیر کرنے والا۔ اور ہر ایک دو دہاری تلوار سے تیز تر ہے۔ اور جان و روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کر کے گذر جاتا۔ اور دل کے خیالوں کو۔ اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ اور کوئی مخلوق اُس سے چھپا نہیں۔ بلکہ جس سے ہم کو کام ہے سب کچھ اُس کی نظروں میں کھلا ہوا و بے پردہ ہے" عبرانی ۴: ۱۲ و ۱۳

کاشکہ آپ اُس یہودی معزز معلم گملیل کی صلاح کو جو اُس نے مخالف یہودیوں کو یہہ کہکر دے۔ کہ اگر یہہ تدبیر یا کام انسان کی طرف سے ہے۔ تو ضایع ہوگی۔ پر اگر خدا کی طرف سے ہے۔ تو تم اُسے ضایع نہیں کر سکتے۔ ایسا نہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو" اور اگر آپ اسکی نیک صلاح کو منظور نہ کریں۔ تو یاد رہے کہ جو حال تھیوداس و یہوداجلیلی کا ہوا وہی آپ کا بھی ہوگا دیکھو اعمال ۵: ۳۴۔ ۴۰ تک +

آب آخر کار میں اُس بزرگ شیخ سعدی شیرازی کا قول یاد دلا کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں +

بیت

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

الراقم

جسونت سنگہ انکوٹ گنڈحال مقیم شملہ +

ہم اس دفعہ اشاعت مذاہین و اقعات و خبروں کا لکھنا اس لئے ملتوی رکھتے ہیں۔ کہ مراسلات ذیل کا اندراج ضروری تھا۔ اگر ان کو پرچہ آیندہ میں درج کیا جاتا تو باسی ہوکر بیمزہ ہوجاتے + (اڈیٹر)

جنگ مقدس کا خاتمہ اور امرتسر میں مسیحیوں کا اجلاس

ناظرین میں سے ہر ایک پر وہ مشہور عالم پیشینگوئی روشن ہے۔ جو مرزا قادیانی نے مباحثہ امرتسر کے اختتام پر کی تھی۔ کہ "ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب (فریق ثانی) ۱۵ ماہ کے عرصہ میں ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک بسزائے موت ہاویہ میں ڈالے جاویں گے" +

اس خبر نے اس قدر شہرت پکڑی۔ کہ پنجاب کے ہر ایک شہر اور گانوں کا بچہ بچہ اس کا ذکر کرتا تھا: نہ فقط پنجاب۔ پر دنیا کے ایک بڑے حصہ میں اس کا چرچا تھا۔ اور سب کی آنکھ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے نتیجے کے ظہور کے منتظر تھے +

اس مقام پر اس بات کا ذکر کرنا خالی از لطف نہ ہوگا۔ کہ امرتسر میں ڈپٹی صاحب کے ہلاک کرنے کے تین دفعہ حملے کئے گئے +

چونکہ اُن کا امرتسر میں رہنا باعث اندیشہ تھا۔ اس لئے ڈپٹی صاحب ۱۵ اپریل کو امرتسر سے جنڈیالہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے لودیانہ کو چلے گئے جہاں ایک شخص برچھی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تھا +

لودیانہ میں کچھ دن رہکر ڈپٹی صاحب فیروزپور میں رونق افروز ہوئے: اس جگہہ ان پر چار حملے ہوئے۔ بندوق

دو دفعہ گولی چلی - ایک دفعہ ایک شخص گنڈاسہ لئے ہوئے نظر آیا - دو دفعہ ۳ - ۴ آدمی رات کے وقت قریب کے کھیتوں میں چھپے ہوئے معلوم ہوئے - جو پولیس کے تعاقب کرنے سے مفرور ہو گئے - اور انہیں میں سے ایک دفعہ رات کے وقت ۳ آدمی کوٹھی کا دروازہ توڑ رہے تھے ÷ چونکہ ایسے وقت میں زیادہ حفاظت کی ضرورت تھی (جو پیشین گوئی کا آخری روز تھا) اس لئے ڈاکٹر کلارک صاحب ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر سے فیروزپور تشریف لے گئے - رات کے وقت حسب معمول پولیس کا پہرہ رہا ÷

۱۲ بجے رات کے بعد (۶ ستمبر ۱۸۹۴ء) ان مسیحیوں نے جو حاضر تھے اول خدا کا شکر کیا - اور اس کے بعد ڈپٹی صاحب کو مبارکبادی ÷ اس کے بعد پنجاب کے مختلف شہروں میں اس تار خبریں بھیجی گئیں - جن میں سے ایک مرزا قادیانی کے نام بھی تھی - ورود یہہ ہے - کہ آتھم - تندرست ÷ کہ یا سیاہی [illegible] - ہے - یا بھیجوں ÷ ۹ بجے صبح ہم لوگ فیروزپور سے ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے ہمراہ امرتسر کو روانہ ہوئے ÷

رستے میں رائیونڈ کے لوگوں کو ڈپٹی صاحب کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا چنانچہ بہت لوگ ریل گاڑی کے قریب آکر حاضر ہوئے - جن میں سے ایک قادیانی کا مرید بھی تھا - جب اس نے اپنی آنکھوں سے ڈپٹی صاحب کو دیکھا - تو کہنے لگا - کہ میں اس وقت سے اس کا پیرو نہیں ہوں - اور میں کوشش کروں گا - کہ میرے اور پیر بھائی بھی اس سے الگ ہو جاویں ÷

پھر جب ہم لاہور پہنچے تو سب سے پہلے انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری حاضر ہوئے - اور کہنے لگے کہ آتھم صاحب کی بابت تمام شہر میں شور پڑا ہوا ہے - اور تار خبر مشہور ہوئی ہے - کہ آتھم صاحب فوت ہو گئے ہیں ÷ لیکن چونکہ مجھے خبر ملی تھی - کہ وہ اس گاڑی میں آتے ہیں - تو میں بچشم خود دیکھنے کو حاضر ہوا ہوں ÷ اور انہوں نے یہہ بھی کہا کہ میں ۱۴ اگست ۱۸۹۴ء کو موضع قادیاں میں موجود تھا - لہذا میں نے مرزا صاحب سے اس پیشین گوئی کی بابت پوچھا - تو انہوں نے کہا - کہ بے شک ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات کے ٹھیک ۱۲ بجے پیشین گوئی پوری ہوگی - اور ایسے وقت میں جب کہ وہ کھاتے پیتے اور تندرست نظر آویں گے - اور ڈاکٹر صاحب سنوہی دیں گے کہ سب خیر ہے - میں نے پوچھا - کہ اگر وہ نہ مریں - تو یا حضرت اس کی کوئی تاویل بھی ہے - تو کہنے لگے - کوئی نہیں - ضرور ضرور ۱۲ بجے رات کے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو پیشین گوئی پوری ہوگی ÷ علاوہ ازیں لاہور کے دیگر معززین و [illegible] - [illegible] جماعت اہل اسلام [illegible] ڈپٹی صاحب کو بچشم خود دیکھ گئیں ÷

پھر جب ہماری ٹرین امرتسر کے سٹیشن پر پہنچی - تو مسیحیوں اور محمدیوں اور مرزائیوں وغیرہ کی کثیر تعداد سٹیشن کے اندر پلیٹ فارم پر جمع تھی - اور مسیحی بھائیوں کے [illegible] استقبال کرنے کو آئے تھے ÷ انہوں نے ڈپٹی صاحب کو دیکھتے ہی خوشی کا نعرہ مارا - اور پکارے - کہ "مسیح کی جے" "مسیح کی جے" بڑی خوشی سے ملاقاتیں ہوئیں - محمدی بکثرت موجود تھے ونیز مرزائی بھی جو دیکھتے ہی فرار ہو گئے - جس طرح کوئی شیر سے بھاگتا ہے ÷ واقعی یہہ گروہ اگرچہ شیر ببر کی طرح گرجتی رہی - پر وقت پر گیدڑ سے زیادہ بزدل نکلی ÷ عیسائی درکنار جن محمدیوں پر سو سو تہمتیں لگاتے تھے ان کے مقابلہ پر بھی نہ ٹھہرے ÷ تھوڑے عرصہ کے بعد ڈپٹی صاحب گاڑی پر سے اترے - میڈیکل مشن کے چند جوانوں نے محافظت کے لئے انہیں گھیر لیا ÷

برستے پھولوں میں سٹیشن سے روانہ ہو کر ہم لوگ ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر جا پہنچے ÷ یہاں ایسا انتظام دیکھنے میں آیا - جس سے دل شاد ہو گیا ÷ کوٹھی سبزی اور پھولوں سے آراستہ کی ہوئی - اور شامیانہ لگا ہوا تھا اور سنہری حرفوں میں "ویلکم" لکھا ہوا تھا - دریاں بچھائی ہوئی تھیں ÷ اس کل انتظام کو میڈیکل مشن کے لوگوں نے ڈاکٹر فخرالدین لائبر صاحب کی معرفت نہایت ہی جانفشانی اور عمدگی سے کیا تھا - کیونکہ ڈاکٹر کلارک صاحب فیروزپور چلے گئے تھے - اور انہوں نے اپنی طرف سے یہہ انتظام ڈاکٹر لائبر صاحب کے سپرد کیا تھا - اگرچہ وقت بہت تنگ تھا تب بھی اعلیٰ [illegible] درستی سے کیا گیا تھا - جو قابل تعریف ہے ÷

[illegible] بعد ان مہمانوں کے جو پشاور - [illegible] آباد - نارووال - [illegible] والہ - جالندھر - بٹالہ - [illegible] - سلطان [illegible] - [illegible] اور جنڈیالہ وغیرہ سے آئے تھے کھانا موجود کیا گیا ÷

گیارہ بجے صبح [illegible] کی کلیسیا کے شرکا جمع ہو گئے ÷ ساڑھے گیارہ بجے شکرانہ کی بندگی ٹھیک اسی جگہہ پر جہاں کہ گزشتہ سال میں مباحثہ ہوا تھا - شروع ہوئی ÷

[illegible] بندگی کا ایک خاص طریقہ تھا - ایک خاص گیت جو اس موقعہ کے لئے چھاپا گیا تھا - گایا گیا ÷ بعد ازاں پادری ویڈ صاحب نے دعا کی - اور ڈاکٹر کلارک صاحب نے ۳۰ اور ۱۰۳ - زبور ورد کے طور پر پڑھکر سنائے ÷ (ہر ایک مسیحی کو لازم ہے - کہ ان زبوروں کو دیکھے - جو گویا خدا کی روح نے عین اس موقع کے لئے نازل کئے تھے) بعد ازاں پادری ٹھاکرداس صاحب نے دعا مانگی ÷ پھر پادری ٹامس ہاول صاحب نے جو مباحثہ میں ڈپٹی صاحب کے خاص معاونوں میں ایک تھے وعظ کیا - جس کا مضمون یہہ تھا - "اب شکر خدا کا جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ فتح بخشتا ہے اور اپنے پہچان کی خوشبو ہمارے سے ہر جگہہ ظاہر کرواتا ہے" ۲ قرنتھیوں ۲ - ۱۴ ÷ تب لالہ چندولال صاحب نے خاص اس مطلب کا مضمون سنایا - کہ مخالفین کے لئے ہم دعا مانگیں - اور انکا بھلا چاہیں - اور صبر و شکر سے اپنی جانوں کو بچاتے جاویں اور کسی سے نہ ڈریں ÷ بعد ازاں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے محفل میں کھڑے ہو کر اپنا حال سنایا - کہ "میرے لئے البتہ

یہہ ایک امتحان آیا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ شاید میں مارا بھی جاؤں گا۔ لیکن تب بھی کلیسیا خداوند کے کلام کو یاد رکھے۔ جو موسیٰ کی معرفت ہوا۔ کہ "اگر کوئی تمہارے درمیان جھوٹا نبی آوے۔ اور نشان مقرر کرے۔ اور اُس کے کہنے کے بموجب ہو۔ تو خبردار تم اُس کے پیچھے نہ جانا۔ کیونکہ خداوند تمہارا خدا تم کو آزماتا ہے"۔ اور یہہ دو مہینے گزرے ہیں۔ ان کی بابت اُنہوں نے فرمایا کہ [illegible] نے فقط دو باتیں دیکھیں۔ جن سے میری [illegible] یعنی خداوند روح القدس کا سہارا۔ اور خداوند یسوع مسیح کا خون: یہہ کہکے بے اختیار اُن کے آنسو نکل پڑے نیز جماعت کے بھی آنسو بہے: یہہ ایک نہایت ہی سنجیدہ موقع تھا۔ اور کل جماعت پر ثابت ہوا۔ کہ قادیانی نے اپنے حسد اور جھوٹھ سے اس بندۂ خدا۔ اور اُن کے عزیزوں کو اتنے عرصہ تک مفت میں کیسی اذیت پہنچائی: جماعت کیا۔ بلکہ اغلب ہے۔ کہ کل جہان کی نظر میں یہہ شخص (قادیانی) گھنونا گنا گیا۔ جس نے ایک بزرگ عمر رسیدہ کو جو کہ ہر دل عزیز ہے۔ ناحق ستایا: بے شک مرزا قادیانی ایک نفرتی شخص ہے۔ خدا اس پر رحم کرے: پھر مولوی [illegible] صاحب نے آخری دعا کی۔ بعد پادری عبداللہ صاحب نے برکت [illegible] کر کے بندگی کو ختم کیا:

اس جلسہ میں بخوبی دیکھا جاتا تھا۔ کہ مسیحی [illegible] محبت کیسی عمدہ چیز ہے: مختلف مشنوں سے مسیحی بزرگ تشریف لائے تھے۔ اور ہم سب ایک ہی آسمانی باپ کے فرزند ہو کر خداوند روح القدس کے وسیلہ سے اپنے خداوند یسوع مسیح کی حمد کر رہے تھے۔ اور ایک فتح عظیم کے لئے جو کسی شخص کی۔ اور کسی مشن کی بلکہ کل مسیحی کلیسیا کی فتح ہے۔ شکریہ ادا کرتے تھے:

عین جلسہ کے وقت ڈیرہ غازیخان سے مسیحیوں کی طرف سے تار خبر ملی۔ کہ جس میں مبارکبادی و خدا کی ستائش تھی جسے ڈاکٹر کلارک صاحب نے اسی وقت حاضرین کو سُنایا:

اگرچہ سب خدا کے شکرگذار تھے۔ تو بھی خاص جوش اور شکرگذاری اُن کی تھی۔ جو کہ مباحثہ کے دنوں میں اسی ہال میں بعض کیفیت دیکھتے تھے: کہاں وہ دن۔ اور کہاں یہہ دن؟ تب چھوٹی سی ایک جماعت کمزوری کی حالت میں۔ خداوند کا حق ظاہر کر رہی تھی۔ اب کل کلیسیا فتح مند ہو کر۔ خداوند رب الافواج کی حمد و ثنا گا رہی تھی: بے شک وہ کمزوری میں زور آور کئے گئے۔ اور اُنہیں کے وسیلہ سے جو شمار میں نہیں آتے۔ خداوند نے اُنہیں جو اپنے آپ کو بہت ہی قوت والے سمجھتے تھے شکست دی۔ اور ذلیل و خوار کیا:

اُس [illegible] کے پاس جہاں دوران مباحثہ میں مولوی عبدالکریم [illegible] کھڑا ہو کے مرزا کے کفرنامے بآواز بلند سناتا تھا۔ [illegible] اسی جگہ خود محمد یوسف خان صاحب (جو مرزا صاحب کے حواری تھے) خداوند [illegible]۔ [illegible] ہو کے [illegible] یاد کر رہے تھے۔ [illegible] اس نے مجھ پر بھی رحم کیا۔ [illegible] کتنے گہرے پانیوں سے نکالا۔ (اور کتنے اور کا خیال آیا۔ [illegible] دلدل سے بھی ایک مرزا کے زیادہ کفر میں [illegible] تھا [illegible] ان میں سے ایک محمد سعید صاحب دہلوی جو مرزا صاحب کی بیوی کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ اور چار سال اُن کی (مرزا کے) زٹلیات میں مبتلا رہے۔ اپنے خیالات ایک اشتہار میں ظاہر کر چکے ہیں (اُس سے زیادہ ذکر کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ کل ہندوستان میں پشاور سے مدراس تک پھیل چکا ہے):

عبادت کے بعد حاضرین کو چاء اور مٹھائی دی گئی: [illegible] پنجاب کے مختلف حصوں میں تار خبریں خطوط۔ اشتہارات روانہ کئے گئے اور کئی تار وصول کئے گئے:

پھر ۵ بجے بوقت شام بہت سے مسیحی سات گاڑیوں پر سوار ہو کر معہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب ہال بازار کے رستہ شہر امرتسر میں داخل ہوئے: ہال بازار میں ایک شخص نے ایک چھت پر بیٹھکر چلتی گاڑیوں پر پھول برسائے بعد ازاں کرمون کی ڈیوڑھی۔ آلو والیہ۔ بازار۔ گھی منڈی کٹرہ مہان سنگھ۔ بگیاں۔ گھنٹیاں۔ ہاتھی۔ دروازہ۔ لوہگڑ دروازہ۔ لاہوری کٹرہ سفید۔ ہال دروازہ۔ رام باغ کا سیر کیا اور پھر ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر جا پہنچے:

اُس وقت کا نظارہ۔ عوام کے خیالات۔ واقعات کا اثر۔ قابل دید تھے۔ کہ لوگ دکانوں۔ مکانوں۔ کھڑکیوں کوچوں۔ چھتوں اور بازاروں سے ڈپٹی صاحب کو ایسے شوق سے دیکھتے اور ہمدردی کرتے تھے۔ کہ جس طرح کوئی بڑے فاتح اور ملکی ہمدرد کے لئے کرتا ہے:

چونکہ [illegible] عوام امرتسر میں یہہ تار خبر مشہور کر دی گئی تھی۔ کہ آتھم صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے یہہ جوش اور بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی:

بعضوں نے یہہ مشہور کر رکھا تھا۔ کہ ڈپٹی صاحب وہی نہیں ہیں۔ پر کوئی ربڑ کا آدمی بنا کر امرتسر میں لائے ہیں۔ جسے ڈاکٹر صاحب پیچھے سے دباتے ہیں۔ اور وہ سلام کرتا ہے!

بعض نے کہا۔ کہ اب سچ اور جھوٹھ کا ٹھیک فیصلہ ہو گیا ہے:

بعضوں نے کہا۔ کہ خدا کا ثانی کون ہے؟ ایسے مرزا خدا کا ثانی بننا چاہتا تھا۔ پر خدا نے اُس کو رسوا کیا:

بعض کے گمان میں پروسیشن کے ساتھ باجہ ضرور چاہئے تھا:

بعضوں کے خیال تھے۔ کہ یہہ پروسیشن قادیان کو جانی ضرور تھی:

بہتوں نے کہا۔ کہ اسی طرح مرزا کو گدھے پر چڑھا کر اسی شہر میں پھرانا چاہئے: کسی ایک نے کہا۔ کہ بے ایمان

حضور خدا کا ثانی بننے چاہتا تھا ✦

کسی ایک نے کہا کہ بے ایمان جیتے جی مرگیا۔

کسی نے کہا - کہ اس کے جیل خانے جانے سے زیادہ اُسکی رسوائی ہوچکی ہے ۔ غرض کہ ہزارہا آدمیوں کے منہہ سے طرح طرح کے خیالات ظاہر ہوتے تھے - اور چاروں طرف سے قادیانی پر لعنت برستی تھی ✦

جہاں تک دیکھا گیا - ایک دل اور ایک زبان ہو کر بلند آواز سے کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ کیا اہل ہنود اور کیا اہل اسلام خدا کا شکر کرتے تھے ۔کہ تو نے اس مرزا موذی کو آج کے دن شرمندہ کیا - اور نہایت ہی خوشی اور خوبی سے ڈپٹی صاحب اور مسیحیوں کو مبارکبادی دیتے - اور ملاقات کرتے تھے ۔

ڈپٹی صاحب اپنی سواری سے لوگوں سے ملاقات کرتے اور سلام لیتے اور دیتے تھے ✦

ہمارے مسیحی دوست جو اُس وقت ہمارے ساتھہ پروسیشن میں شریک تھے - خوب جانتے ہیں - کہ کیا کچھہ ہو رہا تھا اور کہ کسطرح بچہ بچہ کے منہہ سے مسیحی دین کی صداقت کا اظہار ہوتا تھا ✦

یہہ ایک ایسا دن تھا جس میں خداوند نے ایک کامل فتح اپنی کلیسیا کو بخشی تھی ۔ یریحو کی دیواریں گر گئیں - اب اسرائیل کے واسطے لوٹنے کا راستہ کھل گیا ہے ۔ آج تک اس ملک میں نہ ایسا دن نہ ایسا موقع گذرا - اور اب صاف ظاہر ہے - کہ زمانہ کا رخ بڑا پلٹ گیا ہے - اور مسیحیوں کو چاہئے کہ خوب کمر بستہ ہو کر خدا کی برکتوں میں سے ایک کو نہ جانے دیں ۔ یہہ وہ دن تھا - جو آج تک پنجاب کی کلیسیا کو دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا ۔ یہہ وہ دن تھا - جس نے مرزا کو جڑ سے اُکھیڑ کر گرا دیا - اور وہ تا ابد نہ اُٹھہ سکیگا ۔ یہہ وہ دن تھا کہ جس میں تمام پنجاب - اور ہندوستان میں خداوند یہوواہ کے نام کی بزرگی ہوئی - اور محمدیت کو کامل شکست ملی ✦

ہم دوبارہ میڈیکل مشن کی ہمت اور مہربانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں - جو انتظام اور مہمان نوازی کے بارہ میں ہوئی کہ ہر ایک انتظام بالکل درست تھا - اور کہ انہوں نے ۵۰۰۰ اشتہارات اس فتح مندی کے متعلق چھپوا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کئے - چنانچہ اُن میں سے صرف امرتسر ہی میں ۱۵ سو بانٹے گئے ۔

شام کے وقت بعض حاضرین جلسہ بسبب قلت وقت کے جالندھر - بٹالہ - لاہور وغیرہ کو تشریف لے گئے - باقی جو موجود تھے انہیں پادری ویڈ صاحب اور ڈاکٹر کلارک صاحب کی کوٹھی پر کھانا کھلایا گیا ۔

رات کے وقت مسیحی ڈاکٹر کلارک صاحب کے بنگلہ پر سو رہے ۔ ۷ ستمبر صبح کے وقت ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر کلارک صاحب - پادری ٹامس ہاول صاحب فیروزپور تشریف لے گئے - اور ڈپٹی صاحب کو سلامتی سے پھر وہاں پہنچا دیا ۔

راستہ میں امرتسر اور فیروزپور کے درمیان کئی سٹیشنوں پر ساتھم کی فتح مندی کے اشتہارات تقسیم کئے ۔

کوئی مسیحی فخر نہ کرے - یہہ فتح کسی شخص کی نہیں ہے مگر جو کچھہ کیا خدا نے خود کیا ہے - امروز - تا ابد حشمت و جلال قدرت اور اختیار اور فتح المسیح تا ابد خدا کے مبارک کی ہے ✦

آمین ثم آمین

الراقم

وارث الدین - جنڈیالہ

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب

تسلیم - مجھے آپکی موجودہ خراب خستہ حالت پر سخت افسوس ہے نہ صرف اس لئے کہ آپ جھوٹے نبی ثابت ہوئے - بلکہ اس لئے بھی - کہ اس وقت آپکے ذی شعور مرید آپکو ترک کر بیٹھے - ہونگے - اور آپ اس وقت شتر دل کی طرح ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے ہونگے ۔ جب آپکے سب چیلوں چانٹوں نے چھوڑ دیا - تو مجھے خیال آیا - کہ آپکی دلجوئی کے لئے یہہ چند سطور لکھوں - مگر آپکی ہمت سے مجھے پختہ یقین ہے - کہ آپ اس حالت میں بھی کم از کم ظاہری طور پر بھی شرمندہ نہوں گے - بقول شخصیکہ

شرم چہ کتیست کہ پیش مرداں بیاید ۔ اگرچہ شرم تو آپکے قریب پھٹکنے نہیں پاتی مگر شاید عیسائی صاحبان آپکے پاس اس خیال سے آئیں - کہ آپکو آپکے وعدہ کے بموجب گلے میں رسا ڈال کر گھسیٹتے پھرے پر اصرار کریں ۔ میں آپکو یہہ صلاح دیتا ہوں - کہ آپ اپنے الہام سے اُن کے آنے کی خبر پا کر کسی ایسی جگہہ دو دن چھپ رہیں - کہ وہ آپکو پا نہ سکیں بعد دو دن کے آپ بیدھڑک نکل آویں - تب بات پرانی پڑ جاویگی - کیونکہ مثل مشہور ہے ۔ "نئی بات نو دن" ۔ اب نہ صرف اس شرم کو دور کرنے کے لئے - بلکہ اپنی نبی گری کے پیشہ میں ترقی کرنے کے لئے وہ تین ایسی الہامی تاویلیں کر دکھلائیں - کہ سب کے دانت کھٹے ہو جائیں ۔ میری ناقص رائے میں یہہ تاویلیں آئی ہیں - امید ہے کہ آپ پر الہام شریف سے بھی یہہ - یا ایسی ہی تاویلیں نازل ہوئی ہونگی ✦

(۱) یہہ کہ ڈپٹی صاحب کی بیماری خدا تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہوئی - اور خدا تعالیٰ نے خلاف آپکی رائے کے اُن کو کچھہ عرصہ اور جینے کی مہلت دی ۔ مگر مرزا صاحب ہشیار رہنا ایسے کہیں پہلی سی غلطی نکر بیٹھنا کہ میعاد مقرر کردو - کہ اُن کو اتنی یا اتنی مہلت اور دی گئی ہے ۔

(۲) خداوند مسیح کی اُن پیشین گوئیوں کا ضرور حوالہ دینا جو کہ قیامت کے بارے میں ہیں - اور جو کہ قیامت ہی کے قریب پوری بھی ہونگی ۔ آپ یہی تاویل کا سلسلہ یوں جاری کریں - کہ کیا ہوا جو میری نبوت پوری نہیں ہوئی حضرت مسیح کی قیامت کے بارہ میں پیشین گوئیاں بھی تو پوری نہیں ہوئیں ۔ مرزا صاحب گو یہہ تاویل غلط ہوگی کیونکہ وہ تو قیامت کے قریب پوری ہونگی اور بعض اُن میں سے پوری بھی ہو جاتی ہیں جیسا کہ ایک جو کہ فیا ۔ ؟ پیغمبر معہود مسیح کے آنے کی بابت تھی وہ آپ ہی کے وجود میں پوری ہوئی - مگر اس تاویل سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا - کہ آپکے نادان مرید آپکے قابو میں رہینگے سب تو انجیل نہیں جانتے - بہت نہیں تو اتنے ہی مرید سہی مگر آپ اس قسم کی نبوتیں کرنے میں ماہر ہیں - مگر ایک بات میری ناقص رائے میں آتی ہے - جسکو اگر آپ قبول فرمائیں تو بہت ہی مناسب ہوگی - وہ یہہ ہے - کہ آیندہ کسی نبوت کا وقت مقرر نہ کر دیا کریں - مثلاً یہہ کہ اتنے سال یا اتنے مہینے میں یا دن میں یوں ہوگا - کیونکہ اس طرح سخت شرم اُٹھانی پڑتی ہے - جیسا کہ موجودہ نبوت میں ہوا - مگر یوں کہہ دیا کریں

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور

نئی کتابیں - نئی کتابیں - نئی کتابیں -

بیبل پڑھنا کیوں ضرور ہے - (مصنفہ مسٹر ایم - ایل ریلیارام)
یہہ چھوٹا سا ۱۴ صفحہ کا رسالہ مختصر مگر نہایت معقول پر زور دلائل سے ہر فرد بشر کے لئے مطالعۂ بیبل کی ضرورت کو ثابت کرتا ہے بے پروا اور بے خبر لوگوں کو اس اہم امر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے نہایت کارآمد ہے - اور اس لائق ہے - کہ اُردو خوانوں میں کثرت سے تقسیم کیا جائے - ہر ایک مسیحی خصوصاً مشنری صاحبان کو چاہئے کہ اسے اپنے پاس رکھیں - قیمت ۲؍ +

اثمار شیریں - یہہ کتاب البابکورة الشہیة فی الروایات الدینیة نامی ایک مشہور و معروف عربی کتاب کا ترجمہ ہے - جو اپنی قسم میں بے مثل ہے - جس نے اسلامی مباحثے کی طرز میں بالکل انقلاب پیدا کر دیا ہے - اس کا مصنف ایک شامی مسیحی ہے - مصنف نے ایک ناول کے پیرایہ میں دین مسیحی کی تائید اور مخالفین کے حملوں کی تردید ایسے معقول اور مؤثر طور سے کی ہے - کہ اگر تعصب کی پٹی اُتار کر اُس کا مطالعہ کریں تو راہ حق کو دریافت کر لینا کچھ مشکل نہیں - طرز بیان نہایت شیریں اور مہذبانہ ہے - اور مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے اعتراضوں کا جواب خود اُنہی کی کتابوں سے دیا ہے - اُس کی خوبی اظہر من الشمس ہے - ہماری تعریف کی محتاج نہیں - سر ولیم میور نے بھی جو عربی کے مشہور فاضل اور مذہب و دینی اسلام کی نسبت بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں - اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں بھی بہت پسند کیا ہے - ایک دو ہفتہ میں چھپکر تیار ہوگی - مگر چونکہ محدود تعداد چھپی گئی ہے - اس لئے درخواست فی الفور بھیجی جائے تاکہ طبع ثانی کا انتظار نکرنا پڑے - مجلد یا غیر مجلد ملسکتی ہیں +
قیمت فی جلد - اسٹف کور ۱۲؍ - کپڑے کی جلد عہ؍ +

المشتہر
[illegible] لاہور

اشتہار

ایڈورڈس چرچ مشن ہائی سکول کے لئے چند سند یافتہ عیسائی اُستادوں کی ضرورت ہے - تنخواہیں ۲۵ روپیہ ماہواری سے ۵۰ روپیہ تک یا اس سے زیادہ بموجب لیاقتوں کے دی جائینگی +

درخواستیں بمعہ تصدیق شدہ نقول سندات کے ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں +

درخواست کرنے والوں کی حالت ملازمت میں یہہ لازم ہوگا کہ وہ ایک چٹھی اپنے موجودہ افسر کی پیش کریں جس سے ظاہر ہو سکے کہ درخواست اُن کی اجازت سے کی گئی ہے +

ولیم تھومیس پرنسپل سی - ایم - ایس ہائی سکول پشاور
مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۹۴ء +

اشتہار

ترجمۃ القرآن بسنسکرت زبان جو کہ پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی کر رہے تھے تیار ہو گیا ہے - ۲×۳۴×۲۴ مہوٹے کاغذ کے بڑے صفحوں میں ختم ہوا ہے اس کی بابت کہ وہ کیسا ہے کہنے کی حاجت نہیں - پادری صاحب موصوف کی تصنیفات سے بہت صاحب واقف ہیں بے تردد عبارت اہل طالب کی کا عام فہم بامحاورہ عبارت میں لکھا ہے - اور صرف وہی حاشئے دئے ہیں - جو مطلب کشائی کے لئے ضرور تھے - علاوہ ازیں کچھ اعتراض قرآن میں نہیں کیا - اگر کوئی صاحب قرآن کے مطالب سے بخوبی آگاہی چاہے - تو اس قرآن کے ترجمہ سے دو ہفتہ میں بخوبی واقف ہو سکتا ہے - پس اب وقت ہے کہ جو صاحب خریدنا چاہیں مترجم کے پاس دو روپیہ قیمت چار آنہ محصول ڈاک بھیجدیں یہ فوراً بعد جسٹری ڈاک روانہ کیا جائیگا +

دوم - مکرر ایک خریدار اپنا نام و پتہ صاف لکھیں - کہ بھیجنے میں کچھ وقت نہو +

سوم - چونکہ مولوی صاحب بعض دوستوں کو کبھی کبھی بعض کتابیں از تصنیف خود دوستانہ مفت بھیجدیا کرتے ہیں - لیکن یہہ کتاب مفت نہ دی جائیگی - مہربانی کرکے سب دوستوں کو بوقت طلب امداد قیمت بھیجنا چاہئے - یہہ کتاب اس مقررہ قیمت سے کم پر فروخت نہ کیجائیگی +

المشتہر
نیازمند فضل الدین پنشنر اسسٹنٹ
امرتسر +

لودھیانہ

ڈیر مسٹر اڈیٹر - تسلیم

آج کل چاروں طرف مسٹر آتہم صاحب کا غلغلہ [illegible] سنائی دیتا ہے - مرزا صاحب کے مرید قریباً چار سو اس شہر لودیانہ میں موجود ہیں - اور بدھ کی شام تک وہ سب ملکر یہی دعا مانگتے تھے - کہ ۵ ای خدا تعالیٰ مرزا صاحب کی پیشین گوئی پوری کر - اور بدھ کی رات کے ۱۱ بجے یہہ خبر اُڑا دی - کہ آتہم صاحب [illegible] ہیں - اور چار ڈاکٹر اُن کا علاج کر رہے ہیں - مرزا صاحب کا نائب ایک لنگڑا یہاں موجود ہے جو کہ اُس کا مرغنہ یا مولانا یا [illegible] وہ اپنی دوکان پر بیٹھکر بڑی لنترانی مارا کرتا تھا - اب [illegible] پوچھتے ہیں - کہ اب مرزا صاحب کی پیشین گوئی کہاں - [illegible] کہاں ہے تو جو مرزا صاحب کا دم مارتا تھا - شاید تجھے بھی یہہ دم دیا ہوگا - کہ تیری ٹانگ درست کر دونگا - میاں لنگڑے [illegible] نے توبہ کر لی ہے - اور مرزا صاحب کا دم مارنا چھوڑ دیا - اب اُس کو بھی لازم ہے کہ باز آجائے - اور توبہ کرے - ورنہ پچھتائیگا - اور اگر اپنی زبان کو نہ سنبھالیگا - تو دفعہ ۵۰۵ تعزیرات ہند ہم کو کام میں لانی پڑیگی - اسلئے دوستانہ طور سے صلاح دیتے ہیں - کہ یہہ دو باتوں کو جو [illegible] درست ہیں - اُن پر عمل کرو - اگر اب بھی کوئی شک ہے - یہ کی پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے میں - تو ہم اپنے پاس سے [illegible]